یہہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۰ تاریخکو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون

سنہ ۱۹۱۳

بابت ماہ فروری ۶

ج ن ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا

فہرست مضامین

الحمل

قیمت سالانہ

عوام سے دو روپیہ (عہ) طلباء سے ایک روپیہ ۲ آنہ (عہ)

باہتمام مینجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر چوہدری عبد السلام کے حکم سے مینجر تشحیذ نے قادیان سے شایع کیا

سوانحعمری نبی کریم اس تشحیذ میں اول سے آخر تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کے مقدس حالات دئے گئے ہیں جن کے مرتّب کرتے وقت اگرچہ میرے زیر نظر بہت سی کتابیں تھیں مگر سیرۃ مختار کا لباب یہی ہے امید ہے ناظرین باتمکین اسے دلچسپی سے پڑھینگے

ایک معرکۃ الآراء مضمون ماہ مارچ کے تشحیذ میں حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمدؐ صاحب کا مضمون دلائل ہستی باریتعالےٰ پر شائع ہوگا جو انشاءاللہ منکرین پر ایک حجت ہوگا یہ بصورت ٹریکٹ دو ہزار علیحدہ بھی چھپیگا جو صاحب اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیں ہو سکتے ہیں لیکن صاحبزادہ صاحب اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ایسے مضامین خود ہی پڑھکر الماری میں رکھدئے جائیں بلکہ خدا تعالےٰ کے منکروں اور ان منکروں کے زیر اثر لوگوں میں تقسیم ہونے چاہئیں اسکے بعد انشاءاللہ علی الترتیب ملائکہ نبوت ختم نبوت یوم البعث پر مضامین لکھے جائینگے

رسید زر انشاءاللہ ماہ مارچ کے رسالہ میں چھاپی جائیگی

رسید کتب چند کتابیں ریویو کے لئے آئی ہیں بوجہ عدم گنجائش ریویو نہیں ہوسکا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ فروری ۱۹۶۳ء

مقدس نبی کے مقدس حالات

نسب نامہ سیدنا ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب

اسی نام پر آپ کی والدہ ماجدہ کا نسب ملتا ہے جو یوں ہے۔ محمد بن اٰمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب

اس سے آگے نسب نامہ یوں ہے

کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

اس سے آگے مورخین کے کسی قدر اختلاف کیساتھ آپکا نسب حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچتا ہے۔

ولادت جب عبداللہ اٹھارہ سال کے ہوئے۔ تو ان کے والد عبدالمطلب نے انکی شادی آمنہ وھب کی بیٹی سے کی۔ جو حاملہ ہو گئی۔ اسی اثنار میں اور ایک روایت سے وضع حمل کے دو ماہ بعد آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ✣

آپ کی پیدائش فارس کے مشہور عادل بادشاہ کسریٰ نوشیروان کے عہد میں عام الفیل (جب حبشہ کے ایک بادشاہ نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی۔ اور منہ کی کھائی۔ ڈاروں کے ڈار پرندوں نے اسکی فوج کی لاشوں کا گوشت پتھروں پر مار مار کر کھایا) ۱۲۔ ربیع الاوّل سوموار کے دن صبح صادق کے وقت جو بڑی برکت کا وقت ہے ہوئی۔

ترکہ آپ کے والد کا ترکہ کچھ بھی نہ تھا چار یا پانچ اونٹ چند بکریاں اور شاید ایک آدھ لونڈی

دودھ پلائی انتظام عرب کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ اپنے بچوں کے لئے دودھ پلانے والیوں کا باہر سے کرتے تھے۔ چنانچہ بنی سعد بن بکر کی عورتیں دودھ پلانے کے لئے بچے لینے کو آئیں تو یہ سب سے اچھا بچہ حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہ کے حصہ میں آیا حلیمہ کے خاوند کا نام ابو کبشہ تھا آپ حلیمہ کے پاس چار برس رہے اس عرصہ میں اس گھر پر غیر معمولی برکات کا نزول ہوا۔

تربیت عمر کے چھٹے سال آپ کی ماں آپکو اپنے میکے لے گئی اور وہ ابواء میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے فوت ہو گئی

ماں کے انتقال کے بعد ام ایمن نے آپ کو گود میں لیا اور دادا عبدالمطلب آپ کے متکفل ہوئے جو دو سال کے بعد فوت ہو گئے اسکے بعد ابو طالب آپ کے چچا نے کفالت کی جو بڑے دل گردے کے آدمی تھے مگر فقر و فاقہ سے یہ حال تھا کہ بمشکل اپنے اہل و عیال کی پرورش کر سکتے تھے

نویں سال آپ نے اپنے چچا کے ساتھ شام کی طرف پہلا سفر کیا۔ جب قافلہ

والے بصری کے پاس پہنچے تو ایک راہب بحیری نام نے انہیں پوچھا۔ کہ عرب سے ایک نبی کا ظہور ہونیوالا ہے اس کی نسبت کچھ بتاؤ۔ تو انہوں نے جوابدیا ابھی تک اسکا ظہور نہیں ہوا

عمر کا بیسواں سال اپنی عمر کے بیسویں سال آپ حرب فجار میں شریک تھے یہ لڑائی قریش اور اسکے حلفاء اور قیس [illegible] کے درمیان ایک مقام نخلہ نام پر ہوئی۔ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے قیس کو شکست ہونیوالی تھی مگر صلح ہو گئی

پچیسویں سال خدیجہ بنت خویلد نے جو ایک مالدار عورت تھی آپ کی امانت آپ کے صدق آپ کے صفات جمیلہ کا شہرہ سن کر آپ کو اپنے میسرہ غلام کے ساتھ مال دیکر تجارت کے لئے بھجوایا۔ یہ شام کی طرف آپ کا دوسرا سفر تھا۔ اس دفعہ بہت بڑا نفع ہوا خدیجہ نے شام کے سفر سے دو ماہ واپسی کے بعد آپ سے نکاح کر لیا۔ اسوقت اسکی عمر چالیس برس کی تھی

پینتیسویں سال ایک بھاری سیلاب آیا جس سے کعبہ کی دیواریں گر گئیں۔ اور اس سے پہلے کچھ حصہ جل بھی چکا تھا اسلئے قریش نے چاہا۔ کہ از سر نو اسکی دیواریں اٹھائی جائیں حضور بھی اس تعمیر میں شریک تھے۔

قریش نے ایسا مال اسپر لگایا جو ربا اور مہر البغی سے پاک صاف ہو اور وسارے قریش خود اپنے سروں پر پتھر ڈھو ڈھو کر اسکو بنا رہے تھے چنانچہ جناب رسول اور آپ کے چچا عباسؓ بھی ان میں شامل تھے۔ آپ تہمد باندھے ہوئے تھے۔ عباسؓ نے کہا میاں تہمد رکھو اپنے کاندھے پر اور جلد جلد کام کرو۔ آپ نے اپنے چچا کے حکم کی تعمیل کی تو فرط حیا سے غش کھا کر گر پڑے چچا نے سنبھالا اور پوچھا یہ کیا تو جوابدیا۔ ایک سخت آواز مجھے آئی کہ تہمد باندھ لے۔

بنا کعبہ آپ کے مبارک ہاتھوں سے حجر اسود کے رکھنے کے بارے میں جب قریش میں جھگڑا ہوا تو اس مشکل کو رسول اللہ صلعم کی عقل خداداد نے یوں حل کیا کہ ایک چادر بچھا دی اور اسکے کونے ہر ایک قبیلے کے سردار کو پکڑا دیئے اور وہ اس موقعہ پر لے آئے پھر آپ نے اٹھا کر اسے دیوار میں رکھدیا۔

چالیس سالہ زندگی پر نظر

آپ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی جب کہ کوئی مربی تربیت کرنے والا نہ تھا۔ کوئی مؤدب ادب سکھلانیوالا نہ تھا (مگر خدا تعالےٰ) گردوپیش اہل قرابت تھے تو بت پرست ہم صحبت تھے تو مشرک باوجود اس کے آپ نے ہوش سنبھالتے ہی امین لقب پایا۔ وہ لوگ ناقص رہ گئے آپ بلند مرتبہ ہو گئے۔ وہ لوگ بتوں کی پوجا میں مصروف اور آپ اس وجہ کے دلدادے ان میں فسق و فجور خونریزی بدستور اور آپ ان تمام افعال ناشائستہ و حرکات نابایستہ سے دور ہر ایک امر جاہلیت سے نفور

آپ ابتداء میں اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ پھر جب مکہ آئے تو مکہ والوں کے لئے آپکو اگر دولت مقصود ہوتی تو آپ اس کو خوب کما سکتے تھے خصوصاً جب خدیجہؓ نے تجارت کے لئے بھیجا۔ اور نکاح بھی کر لیا تو آپ کے لیئے ایک اچھا موقعہ تھا مگر آپ دنیا اور اسکے زخارف کو اللہ تعالےٰ کے مقابل میں بہت حقیر سمجھتے تھے۔ پس جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی خدا کی محبت اور روحانیت کی رغبت بھی بڑھتی گئی آپ خلق سے بالکل منقطع اور تبتل تام کے ساتھ آستانہ الوہیت پر گر گراہی قوم کو ان قیدوں سے رہائی دینا چاہتے تھے جن میں وہ گرفتار تھی۔ آخر اللہ تعالےٰ نے آپ کی دردمندانہ دعاؤنکو سنا۔ اور اشاعت توحید اسلام کے لئے آپ کو چنا

ابتدائے نبوت

ایزد سبحانہ نے پہلے پہلے آپکو رویا صالحہ سے ممتاز فرمایا جو کچھ خواب میں دیکھتے بعینہ پورا ہوتا۔ آپ نے گوشہ نشینی کے لئے غار حراء کو پسند کیا اور خلقت کا دروازہ اپنے پر بند کر دیا دس دس راتیں آپ گھر سے باہر رہتے کچھ زاد لیجاتے جب ختم ہوتا واپس گھر آتے اور پھر اسی طرح رجوع فرماتے

چالیسویں سال

حجاب اٹھ گیا۔ اور وہ نور قدسی آپ پر پوری تجلی کے ساتھ ظاہر ہوا خدا نے اپنے کلام سے ممتاز فرمایا اور اعلیٰ درجے کی وحی سے سرفراز جو کچھ ارشاد ربانی ہوتا۔ آپ چپکے چپکے اپنے ڈھب کے لوگوں کو سنا دیتے

تبلیغ کا اثر چنانچہ سب سے پہلے بڑی عمر کے لوگوں میں سے ابو بکر بن ابی قحافہ اور عورتوں میں سے خدیجہ آپ کی بیوی اور لڑکوں میں سے علی بن طالب ایمان لائے پھر بہت سے شریف اس سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے مثلاً عثمان ابن عفان زبیر بن العوام عبدالرحمن بن عوف صہیب الرومی عمار بن یاسر العبسی عبداللہ بن مسعود ابو ذر الغفاری عبیدۃ بن الحارث بن عبدالمطلب رسول کے چچا کا بیٹا عثمان بن مظعون

کیا اسلام شمشیر سے پھیلا ان ناموں اور اس حالت پر نظر کر کے انصاف سے کہئے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے یہ تو وہ وقت ہے کہ آپ علانیہ دعوت بھی نہ فرماتے تھے ان لوگوں کو اسوقت کونسی طمع کونسی حرص تھی جو شریر معترض کہتے ہیں کہ غنیمت کا مال مسلمانوں کی تعداد بڑھا رہا تھا وہ سوچیں مقدس گروہ کو تو سوائے اپنی اہانت اور قسم قسم کی مشکلوں میں پڑنے کے اور کچھ نہ ملتا تھا بیچارے غلاموں کی یہ حالت تھی کہ فقر و فاقہ سے جان بلب ہیں سزا پر سزا مل رہی ہے کہیں گرم ریت پر دھوپ میں لٹائے گئے ہیں کہیں سینہ پر پتھر رکھوائے گئے ہیں مگر وہ احد احد پکارے جاتے ہیں اگر اپنے آقاؤں کا کہنا مان لیتے تو اس دنیا کا بہت سامال پاتے لیکن حق کی اتباع نے ہر مصیبت کو ان کے لئے ذریعہ راحت بنا دیا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

کچھ مدت نزول وحی بند مورخین کے کم وبیش اختلاف کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ پھر چالیس دن تک وحی نہیں آئی تا ظاہر ہو کہ نزول وحی رسول کی اختیاری اور بناوٹی بات نہیں اور نیز اسلئے کہ پیاس بڑھ جائے اور اپنی استعداد و شوق کے مطابق اس آبحیات سے حصہ پائیں

سب سے پہلی وحی پھر اسکے بعد پے در پے وحی نازل ہوتی رہی اور سب سے پہلے جبرئیل فرشتہ یہ وحی لیکر آیا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ

مَالَم یَعلَم جبرئیل کا کہنا کہ پڑھ اور آپ کا فرمانا کہ ما انا بقاریٍ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ آپ نبی بننے کے شایق نہ تھے۔ اور نہ یہ امر آپ کے وہم وگمان میں تھا۔ اور نہ یہ عبادت وزہد وریاضت اسکے حصول کے لئے تھی۔ دوم اسی وحی سے اللہ نے بتا دیا کہ خدا تعالےٰ آپ کی ربوبیت فرمائیگا۔ اور آپ معزز ومکرم ہونگے اور آپ کو اپنی جناب سے وہ علوم پڑھائیگا۔ کہ

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد

کھلم کھلا دعوت فرماتے ہیں پہلے تو تبلیغ کا کام چپکے چپکے ہوتا رہا۔ مگر وقت آگیا کہ آپ توحید کا پیغام گرج کر لوگوں کو سنائیں چنانچہ فاصدع بما تؤمر کی تعمیل میں آپ نے کھول کھول کر سنانا شروع کیا۔ کہ باپ دادا کی تقلید میں بتوں کی پرستش چھوڑو۔ اللہ سے رشتہ عبودیت جوڑو۔ ناپسند امور سے بھاگو غفلت کی نیند سے جاگو حلال کھاؤ حلال کماؤ اور صراط مستقیم پر آؤ بعض نے مانا بعض نے جھوٹا جانا اور اپنے محسن اپنے ناصح اپنے حقیقی خیرخواہ عارف حق آگاہ کو پتھر مارے اور جو ہو سکا کیا۔ اور اسکے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینک کر اپنی بدطینتی کا ثبوت دیا غرض وہ وہ کرتوتیں کیں کہ انسانیت وشرافت کے چہرے پر مارے ندامت کے پسینہ آجاتا۔ آپ نماز کو قدم باہر نکالتے تو اونٹ کی اوجھڑیاں آپ کے گلے میں ڈالتے

پانچویں سال نبوت کے آپ نے اپنے رفیقوں کو عنایت محبت وکرم سے فرمایا کہ مجھے جو دکھ دیتے ہیں وہ تو دیتے ہیں مگر تمہاری تکلیف مجھ سے نہیں دیکھی جائے گی حبشہ کی طرف ہجرت کر جاؤ۔ اسپر کچھ لوگ جن کا نہ کوئی قبیلہ تھا نہ حامی وناصر صرف اپنے دین سلامت رکھنے کے لئے چلے گئے۔ دس مرد اور پانچ عورتیں تھیں جو تین ماہ بعد واپس آگئے

اسی سال رسول اللہ صلعم کے چچا حمزہؓ اور عمر بن الخطابؓ ایمان لائے اسوقت چالیس سے زیادہ مرد اور گیارہ عورتیں مسلمان تھیں

ساتویں سال آپ کو بنی ہاشم وبنی مطلب کے ساتھ شعب میں رہنا پڑا جن میں مسلم

وکافر سوا ابی لہب کے سب شامل تھے یہ اسلئے کہ قریش آپ کے قتل پر تلے ہوئے تھے پس انہوں نے ان لوگوں سے کھانا پینا اور میل جول بند کر دیا تا وقتیکہ وہ آپ کو قتل کے لئے نہ سونپ دیں اسپر ایک قول و قرار جو لکھا گیا وہ انھوں نے کعبہ کے اندر لٹکا دیا

اسوقت پھر آپ نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ حبشہ کی طرف چلے جاؤ یہ دوسری ہجرت ہے اسوقت ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں تھیں جو گئیں

قریش نے جب دیکھا کہ حبشہ میں یہ لوگ امن و امان سے سکونت پذیر ہیں تو انھوں نے حبش کے بادشاہ نجاشی کے پاس عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو ہدیے اور تحفے دیکر بھیجا تا وہ اس سے ان مسلمانوں کی واپسی کی درخواست کریں مگر نجاشی نے صاف انکار کیا اور یہ خائب و خاسر واپس لوٹے

نجاشی پر ان مسلمانوں کے نیک نمونہ کا یہ اثر ہوا۔ کہ وہ آخر میں ایمان لایا۔

اللہ نے ایسے ہی لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل کی وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

نجاشی جب مرا۔ اور رسول اللہ کو بذریعہ وحی اسکی وفات کی اطلاع ملی تو آپ نے اسپر نماز جنازہ غائب پڑھی

دسویں سال قریش میں سے چند ولاور اٹھے کہ اس قول و قرار کو منسوخ کر دیں تین برس کے بعد آپ سخت مشقت اٹھا کر رہا تھا۔ کہ بعض اوقات بھوک کی وجہ سے پتے کھانے پڑتے اس شعب سے نکلے۔ رسول اللہ نے وحی سے خبر دی کہ اس کاغذ کو تو کیڑا الگ چکا ہے۔ ماں اللہ کا نام باقی ہے چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی اسے پایا۔ مگر باوجود اس اعجاز کے ان میں سے کوئی ایمان نہ لایا

اس سال اور بھی کئی واقعات ہوئے

(۱) نصاریٰ نجران کا دفد جو اسلام لائے خدیجہؓ کی وفات پھر اسکی وفات کے دو ماہ بعد چچا ابو طالب ۸۷ برس کی عمر میں مر گئے آپ اپنی مقدور بھر دشمنوں سے مدافعت کرتے حتی الوسع آپکو ایذا نہ دینے دیتے آپ کی ہر بات کی دل سے تصدیق کرتے مگر کلمۂ شہادت زبان پر نہ لاتے۔ کہ قوم طعنے دیگی جب مرنے لگے تو شرفاء قریش کو وصیت کی کہ میرے بھتیجے سے نیک سلوک کریں اور اسکی نصرت وعون کا دم بھریں۔ اور کہا محمد ایسی بات لایا جس کو دل نے سچ جانا مگر زبان نے طعنے میتے کے خوف سے نہ مانا۔

چچا کی وفات کے بعد قریش نے ان ایذاؤں کے پہنچانے میں بھی کمی نہیں کی جو وہ ابو طالب کی حیات میں پہنچانے پر قادر نہ ہو سکتے تھے۔

سفر طائف رسول اللہ صلعم ان سے اعراض فرما کر طائف تشریف لے گئے اس امید پر کہ وہاں بنی ثقیف آپ کی اس امر میں کچھ امداد کرینگے

آپ کے ساتھ آپکا وفادار زید بن حارث تھا طائف میں ایک مہینہ قیام فرمایا۔ اور لوگونکو اللہ رب العالمین کی طرف بلایا۔ مگر کوئی اس دروازے پر نہ آیا بلکہ اپنے ہادی سے بہت برا سلوک کیا۔ اور اپنے شریر و بدمعاش نوجوانونکو آپ کی ایذا پر اکسا دیا۔ انہوں نے پتھر مار مار کر آپ کی پنڈلیونکو زخمی کر دیا یہانتک کہ نعل مبارک خون سے رنگین ہو گئے۔ زید نے اپنی طرف سے حفاظت کا حق ادا کیا مگر یہانتک اس بیچارے کا سر کھل گیا اسے بھی بہت سے زخم آئے جب ان لوگوں میں کچھ خیر نہ دیکھی تو مکہ واپس آ گئے۔

گیارہویں سال اللہ نے آپ کو اسراء معراج سے اسلام کی آئندہ فتوحات و ترقیات کا کشفی نظارہ بحالت بیداری ایک نورانی جسم کے ساتھ دکھایا اور اسی میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

اشاعت دین خفیہ حضور انور اہل عرب کے میلوں میں جاتے اور ان کو حق کی طرف بلاتے اس خالق کون و مکان کا پیغام سناتے اپنی نبوت و رسالت سے آگاہ فرماتے بعض

قبائل شرافت سے پیش آتے اور بعض سخت سست سناتے۔ مسیلمہ کذاب کے قبیلہ بنو حنیفہ نے خصوصیت سے آپ کی بے ادبیاں کیں مگر آپ تبلیغ کئے جاتے چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا

بیعت عقبۃ الاولیٰ کہ یثرب (مدینہ منورہ) کے چند عرب قبیلہ اوس سے تھے جب آپ نے انکو دعوت دی تو خدا کی توفیق انکی رفیق راہ ہوئی۔ یہود جو نشان آنیوالے نبی کے بتایا کرتے تھے جب انہوں نے آپ میں دیکھے تو وہ صدق دل سے ایمان لائے۔ چھ آدمی تھے پھر انکے ذریعہ مدینہ میں اسلام پھیلا۔ اسعد بن زرارہ بھی انہی میں سے تھے۔ ان سب نے اگلے سال پھر آنیکا وعدہ کیا۔ چنانچہ جب دوسرے سال آئے تو بارہ مرد تھے دس اوس سے اور دو خزرج سے ان بارہ میں سے پانچ پہلے چھ میں سے تھے۔ ان سب نے عقبہ کے پاس بیعت کی۔ یہ بیعت عقبۃ الاولیٰ کہلاتی ہے

بیعت کے الفاظ یہ روایت کئے گئے ہیں کہ "ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائینگے چوری نہیں کرینگے زنا نہیں کرینگے۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرینگے اور کسی پر بہتان نہیں باندھینگے امر معروف میں آپ کی نافرمانی نہیں کرینگے اور جہاں اور جس حالت میں ہونگے حق پر قائم رہینگے اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کی پروا نہ کرینگے۔"

بیعت عقبۂ ثانیہ پھر یہ لوگ مدینہ میں گئے تو اسلام کا اتنا چرچا ہوا۔ کہ کوئی گھر اس ذکر سے خالی نہ رہا

جب تیرھواں سال نبوت کا شروع ہوا۔ تو ۷۰ مرد اور دو عورتیں حاضر ہوئیں۔ اور ان سب نے بیعت کی یہ بیعت عقبۂ ثانیہ کہلاتی ہے

حضور نے ان لوگوں پر بارہ نقیب مقرر فرمائے ہر خاندان کا ایک نقیب تھا۔ فرمایا تم لوگ اپنی اپنی قوم کے ذمہ وار ہو جیسے عیسٰے بن مریم کے حواری تھے اور میں تمام قوم کا نگرانِ حال ہوں جب یہ لوگ مدینہ گئے تو اسلام خوب پھیلا

ہجرت اسکے بعد رسول اکرم صلعم نے تمام مسلمانوں کو ہجرت کرنیکا حکم فرمایا کیونکہ کفار کی ایذائیں حد سے بڑھ چلی تھیں اور آپکو فساد منظور نہ تھا۔ پس اصحاب یکے بعد دیگرے کھسکنے گئے اور چپکے چپکے نکل گئے تاکہ انکی مزاحمت نہ ہو

جب قریش نے یہ حال دیکھا تو انہوں نے کمیٹی کی۔ کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک شخص جمع ہو اور محمد رسول اللہ کو قتل کردیں۔ اور یوں یہ روز کا جھگڑا مٹ جائے اللہ نے اپنے نبی کو اس بدنیتی کی اطلاع فرمادی اور ایک قصہ کی تمثیل میں انکو سمجھا بھی دیا۔ کہ تم ناکام رہنے والے ہو۔ پڑھو وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط (پ ۱۹۔ س النمل)

اسلیئے آپ نے بھی اپنے رفیق مخلص جاں نثار حضرت ابوبکر کے ساتھ اسباب سفر کا تہیا کیا۔ ایک ہوشیار رستہ جاننے والے کو دو سواریاں دیں کہ تین رات گزرنے کے بعد غار ثور کے پاس آجاتا ادھر آپ کے نکلنے کی رات وہ تھی جب کہ کفار مشرکین گھر کا محاصرہ کرچکے تھے اور چند نوجوان منتظر تھے کہ آنکھ لگے۔ اور ہم گلا کاٹیں اللہ نے ان لوگوں کو غافل کردیا۔ ان پر اونگھ سی طاری ہوگئی اور یہ خدا کا نبی بے خوف وخطر انکے پاس سے ان کی آنکھوں میں خاک ڈال کر نکل گیا۔ حضرت اپنے ابن عم علی بن ابی طالب کو اپنے مکان پر چھوڑ گئے تاکہ جو لین دین کے معاملات ہیں انکو طے کرآئے۔ مکان سے نکلکر جناب ابوبکر رض کو آپ نے ساتھ لیا۔ اسوقت حضور کا سن ۵۳ سال تھا

مشرکوں کو جب علم ہوا کہ ہمارا او انہیں چلا تو بہت سٹ پٹائے بہت سے کھوج لگانے والے اِدھر اُدھر دوڑائے اور اعلان کیا کہ جو انہیں پکڑ لائے سو اونٹنیاں انعام پائے بعض ڈھونڈنے والے غار کے دہانہ تک بھی پہنچے۔ مگر خدا جس کا محافظ ہو۔ اسپر کون قابو پائے رستے کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاؤں میں جوتا نہ تھا اسلئے ابوبکر صدیق نے آپکو کندھوں پر اٹھالیا جب آپ نے غار میں داخل ہونا چاہا تو عرض کیا میری جان آپ پر فدا آپکو قسم ہے اس ذات کی جس نے آپکو برحق نبی کرکے بھیجا مجھے پہلے اندر سے دیکھ لینے دیجئے

پس حضرت ابوبکرؓ نے اندھیرے میں تمام غار کو ٹٹولا جب اطمینان ہو گیا کہ اس میں کوئی ایسی چیز نہیں جو خدا کے برگزیدہ کو ایذا دے۔ تو رسول اللہ صلعم کو اندر آنے کے واسطے عرض کیا۔

حضور علیہ السلام کے اطمینان قلبی اور توکل علی اللہ کی بات سنو! کہ ایسے خطرناک و پریشانی افزا وقت میں آپ نے سونے کا قصد کیا تو ابوبکرؓ نے اپنے رانوں پر آپ کا سر رکھ لیا۔ جب حضور آرام فرما رہے تھے۔ صدیق نے دیکھا کہ ایک سوراخ ہے اس پر اپنی ایڑی رکھدی جس پر بچھو نے ڈنگ چلا دیا مگر آپ نے اُف تک نہ کی کہ ایسا نہ ہو حضور کی آنکھ کھل جائے۔ اور آرام میں خلل واقعہ ہو لیکن شدت درد سے آنسو نکل آئے ایک قطرہ سرور کائنات کے چہرہ مبارک پر پڑ گیا جس سے آپ جاگ اٹھے پوچھا کیوں کیا تکلیف پہنچی عرض کیا بچھو نے کاٹا ہے آپ نے اپنا تھوک مبارک لگا دیا تو فوراً درد جاتا رہا

حسب قرارداد سابق تین رات کے بعد دو نو سواریاں آگئیں پس آپ نے مدینہ کا عزم کیا قباء میں سوموار کے دن ۱۲۔ ربیع الاول کو پہنچے۔ غرض ۱۳۔ سال بعد از دعوے مکہ میں گزار کر حسب سنت انبیاء آپ نے ہجرت کی اور خدا نے آپکو بشارت دی کہ رادك الی معاد اور یہ کہ تو اس بلد میں پھر داخل ہونیوالا ہے

حضور نے قباء میں ایک مسجد بنائی جس کی تعریف میں خداوند علیم بذات الصدور نے فرمایا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ۔ اور اس میں مہاجرین و الانصار نماز پڑھتے رہے

قباء میں ۲۲ راتیں قیام فرمانے کے بعد آپ قباء سے نکلے راہ میں جمعہ کا وقت آگیا آپ نے ایک سو ہمراہیوں کے ساتھ یہ پہلا جمعہ پڑھا پھر جمعہ کے بعد آپ سوار ہو کر مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے سبحان اللہ کیا وجد انگیز نظارہ تھا درمیان میں چودہویں کے چاند کی مانند خدا کا مرسل ہے اور گرد و پیش مہاجر و انصار ستاروں کی مانند ایک دوسرے کے اوپر گرے پڑتے ہیں استقبال کے لیے عورتیں نوجوان اور چھوٹے چھوٹے بچے شہر سے باہر نکل آئے

اور وہ گیت گا رہے تھے تا بائبل کی پیشگوئی پوری ہو کہ سلع کے رہنے والے گیت گائینگے

اَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا ✤ مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا ✤ مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا ✤ جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

مدینہ میں ٹھہر کر آپ نے اپنے اہل کے لانیکے لئے مکہ آدمی بھیجا۔ عبداللہ بن ابی بکر اپنے والد کا عیال لے کر آگئے مشرکوں نے ان مسلمانوں کو ایذا دینی شروع کی انہیں قید کر دیا۔ اور طرح طرح کے عذاب دیئے جو بیچارے ہجرت نہ کر سکتے تھے

ہجرت کا پہلا سال اسی سال میں آپ نے مسجد بنائی جس میں بنفس نفیس کام فرماتے رہے۔ اور اسی سال اذان شروع ہوئی تاکہ لوگ نماز کے وقت جمع ہو سکیں۔

یہود نے جب دیکھا کہ اسلامیوں کے قدم جمتے جاتے ہیں تو از راہ حسد و عداوت ان میں جوش پھیلا اور وہ سخت مخالفت کرنے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے مشرکوں کے مقابل میں آنحضرت کے ظہور کے ذریعے ان پر فتح پانے کی دعائیں مانگا کرتے تھے اور انہیں کھول کھول کر بتایا کرتے تھے کہ وہ نبی آنیوالا ہے۔ مدینہ کے منافق عرب جنکا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول الخزرجی تھا۔ یہودیوں کی امداد کرتے تھے اسلئے آپ نے یہودیوں سے ایک معاہدہ قیام امن کے لئے کیا۔

آغاز حرب باوجود اس بات کے کہ رسول اکرم مع صحابہ کرام مکہ سے ہجرت کر آئے قریش نے آپ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ بلکہ عجیب عجیب طور سے ریشہ دوانیاں شروع کیں ایک طرف مدینہ کے یہودیوں کو اکسایا دوسری طرف تجارت کے بہانے سے اردگرد کے بادشاہوں کو سکھا پڑھایا الغرض جب انکے ظلموں کی انتہا ہو گئی تو آیت اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ نازل ہوئی پھر وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ اور حَتّٰى لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ سے ظاہر ہے کہ آپ نے تلوار جو

اٹھائی تو محض مظلوموں کی رہائی اور قیام امن اور مذہبی آزادی کے حصول کے لئے

پہلا سریہ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے ایک سریہ حضرت حمزہؓ اپنے چچا کی سرداری میں ایک قافلہ کی خبرگیری کے لئے بھیجا جو شام سے آرہا تھا کوئی لڑائی نہیں ہوئی

دوسرا سریہ عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب کی سرگردمی میں روانہ کیا تاکہ ایک شامی قافلہ کی دیدبانی کرے چند ایک تیر چلے اور مشرک بھاگ گئے

دوسرے سال کے واقعات ۱-**غزوہ ودّان**- رسول اللہ ۶۰ آدمی لیکر قریش کے ایک قافلہ کو روکنے کے لئے نکلے لڑائی نہیں ہوئی کیونکہ قافلہ آگے نکل گیا تھا

۲- **غزوہ بواط** دوسو مہاجرین کے ساتھ آپ نے خروج فرمایا مگر لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔

۳-**غزوۃ العشیرہ**- ایکسو پچاس مہاجروں کے ساتھ آپ قریش کے ایک بڑے قافلہ کی نگرانی کو نکلے جو ابوسفیان کی سرداری میں شام جارہا تھا۔ یہاں بھی لڑائی نہ ہوئی

۴-**غزوہ بدر اولیٰ**- اسکا نام غزوہ سفوان بھی ہے اسکی وجہ یہ ہوئی کہ کرز بن جابر الفہری نے مسلمانانِ مدینہ کے مویشی لوٹ لئے رسول نے تعاقب فرمایا مگر وہ سلامت نکل گیا

۵- آپ نے ایک سریہ عبداللہ بن جحش کے ماتحت شام سے آنیوالے ایک قریشی قافلہ کے روکنے کے لئے بھیجا مقابلہ ہوا اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا

۶- بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ قبلہ قرار پایا۔ مسلمان سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے رہے

۷- اسی سال کے ماہ شعبان میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اس سے پہلے حضور علیہ السلام ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے

روزوں کی فلاسفی ایک الگ مضمون ہے مختصر یہ کہ حصول تقوےٰ اور مساکین کی حالت کا علم دعاؤں کی توفیق اور اکل حلال کی تحریک کہ جب حلال چیزیں خدا کے حکم سے چھوڑی جا

سکتی ہیں تو حرام کیوں نہ چھوڑی جائیں

۸۔ اسی سال اللہ نے مال پر زکوٰۃ مقرر فرمائی جو ایک امیر پر ہرگز گراں نہیں گزر سکتی یعنی چالیسواں حصہ ہے اور اس طرح پر قوم کے مساکین و فقراء کی ضروریات کا انتظام فرمایا اور عملی رنگ میں بخل کی عادت قبیحہ سے بچایا۔ اور ایثار و فیاضی کا سبق پڑھایا۔ اور اصول مساوات و اخوت کو ذہن نشین کرایا

۹۔ سب سے بڑا واقعہ اس سال کا غزوہ بدر الکبری ہے اللہ کے رسول نے ۳۱۳ مردوں کے ساتھ خروج فرمایا کہ قریش کے اس قافلہ سے مقابلہ کر سکیں جو شام واپس لوٹتا ہوا پہلے سلامت نکل گیا تھا مگر چونکہ نیت بد تھی اور ان کا مقصد مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ اور اپنا فوجی مظاہرہ تھا۔ اسلئے ایک ہزار آدمی اکٹھا ہو کر چڑھ آیا پس میدان میں فریقین کی مٹ بھیڑ ہوئی یہ بڑا خطرناک اور نازک موقعہ تھا۔ گویا اسلام کی زندگی اور موت کا سوال تھا اسی لئے حضور نے دردمندانہ دعا فرمائی تھی کہ اے میرے مولے اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا۔ تو روئے زمین پر تیرا سچا پرستار کون ہوگا ملائکہ الٰہی کا نزول ہوا اور تھوڑی دیر میں قریش کو شکست ہوئی وہ بھاگے اور ستر قریشی مارے گئے اور ستر پکڑے گئے۔ اور مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ اس دن کا نام یوم الفرقان قرار پایا۔ اس جنگ میں قریش کے بڑے بڑے سرغنے قتل ہوئے اور حضور نے پہلے ہی ان کے مقتل اور مصرع بتا دیئے تھے

مثلاً حنظلہ بن ابی سفیان ابوجہل بن ہشام مسلمانوں کے بھی بارہ یا چودہ بھائی کام آئے اللہ تعالےٰ نے اسی جنگ کے بارے میں ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ فرمایا ہے

قیدیوں کو قریش نے جزیہ دے کر چھڑا لیا۔ فدیہ کی رقم ایکہزار سے چار ہزار درہم تک تھی جسے مال میسر نہ ہو سکا اسکے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ مدینہ کے دس لڑکوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے

۱۰۔ غزوہ قرقرۃ الکدر۔ رسول اللہ نے بنی سلیم پر خروج فرمایا مگر لڑائی نہ ہوئی پندرہ

رات آپ بیٹیشن سے غیر حاضر رہے

۱۱- غزوہ قینقاع یہ مدینہ کی ایک یہودی قوم تھی جنہوں نے نقض عہد کیا اور کھلم کھلا مخالفت کرنے لگے رسول اللہ نے انہیں تنبیہ فرمائی مگر وہ اور بھی اُنیز ہوئے آپ نے انکا محاصرہ کر لیا۔ جب عاجز آگئے تو وہ اس شرط پر نکالے گئے کہ اپنے اپنے مال چھوڑ جائیں اور اہل وعیال ہمراہ لیکر خلاصی پائیں مسلمانوں کو انکے قلعے سے بہت سے ہتھیار ملے

۱۱- غزوۃ السویق یہ غزوہ ستوؤں کی جنگ سے اسلئے نامزد ہوا کہ ابوسفیان بدر کی شکست کا داغ مٹانے کیلئے دوسو سوار لیکر چڑھ دوڑا۔ اپنے چند سپاہیوں کو بھیجکر مکہ کی کھجوروں کو آگ لگوا دی۔ دو آدمی مروا دیئے حضور نے دو سو آدمیوں کے ساتھ تعاقب کیا مگر راستے میں ابوسفیان بھاگ گیا۔ اور ایسا بے حواس بھاگا کہ اُسکے رفقاء کا بوجھ ہلکا کرنیکے لئے اپنے اپنے ستو گراتے گئے جو مسلمانوں نے حاصل کئے

۱۲- اسی سال عید کی نماز مقرر ہوئی دو رکعتیں اور اسکے بعد خطبہ تاکہ مسلمانوں میں بدعت پھیلے اور وہ خوشی کے موقعوں پر دوسری قوموں کی طرح خدا کو نہ بھولیں

۱۳- حضرت علی کا سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء سے نکاح ہوا۔ دولھا کی عمر ۲۱ سال تھی اور دلہن کی ۱۵ برس۔ اسی جوڑے سے حضور انور کی اولاد کا سلسلہ چلا۔

۱۴- اسی سال آپ عائشہ صدیقہ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی کو اپنے گھر میں لائے

تیسرے سال کے واقعات

۱- غزوہ غطفان رسول اللہ صلعم نے بنی ثعلبہ اور بنی محارب پر خروج فرمایا۔ کیونکہ یہ لوگ مدینہ پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے تھے ان کا سرغنہ دعثور بن الحارث المحاربی تھا جس کے ساتھ ۴۵۰ سوار تھے مگر سب کے سب پہاڑوں میں چھپ گئے اور لڑائی نہ ہوئی

اس غزوہ میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ رسول اکرم صلعم نے اپنے کپڑے سکھانے کے

لئے درخت پر لٹکا دیئے اور خود سایہ میں لیٹ گئے دعثور نے تلوار سونت کر کہا کیوں محمد! اب مجھ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے آپ نے توحید سے سرشار آواز میں نہایت طمانیت سے جواب دیا اللہ یہ سنتے ہی اسپر ایسی دہشت طاری ہوئی۔ کہ تلوار اسکے ہاتھ سے گر پڑی رسول اللہ نے وہی تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ اب تو بتا تیرا کیا حال دعثور نے کہا مجھے کوئی نہیں بچا سکتا یہ نکتہ معرفت اسپر اثر کر گیا اور وہ اسلام لایا۔

۲۔ غزوہ بحران۔ رسولؐ نے تین سو صحابؓ کے ساتھ بنی سلیم پر چڑھائی کی جو مدینہ پر غارت کا ارادہ رکھتے تھے مگر وہ بھاگ گئے اور لڑائی نہ ہوئی

۳۔ اس سال کا سب سے مشہور واقعہ غزوہ احد ہے بدر کے میدان میں قریش کے عمائدجو قتل ہوئے تھے انکا بدلہ لینے کے لئے ابوسفیان کی سرداری میں تین ہزار عرب چڑھکر آئے رسول اللہ کو جب اپنے چچا عباس کی چٹھی سے یہ اطلاع ہوئی۔ تو آپ بھی ایک ہزار آدمی کیساتھ انکے مقابلہ کے لئے بڑھے۔ رستہ میں تین سو تو عبداللہ بن ابیؓ کے ساتھ الگ ہو گئے۔ باقی سات سو رہے جب فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو رسول اللہ نے پچاس تیر انداز عبداللہ بن جبیر کے ماتحت ایک ٹیلے پر متعین فرمائے کہ ہمیں شکست ہو یا فتح تم نے یہاں سے نہ ٹلنا مسلمانوں کو خدا نے فتح دی تو یہ لوگ بھی مال غنیمت کے خیال سے وہاں سے اتر آئے صرف عبداللہ اور چند ساتھی وہاں جمے رہے

خالد بن ولیدؓ نے (جو ان دنوں ابھی اسلام نہیں لائے تھے) جب دیکھا کہ مورچہ خالی ہے تو وہ پیچھے سے فوج کے عقب پر آ گرے عکرمہ بن ابوجہل بھی آ گیا۔ دونوں نے ملکر عبداللہ بن جبیر اور انکے چند ساتھیوں کو قتل کر دیا پھر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور خوب تلوار چلائی جس سے لشکر اسلام کو فتح کے بعد ہزیمت ہوئی۔

اس نازک وقت میں رسولؐ کے ساتھ چند صحابہ ثابت قدم رہے جن میں حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت علیؑ بھی تھے جو مجروح ہوئے حضور علیہ السلام کی رباعی پر ایک پتھر لگا۔

عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ نے آپ کے قتل کا قصد کیا۔ اسکو تو حارث بن الصمہ نے قتل کر دیا اور ابی بن خلف نے جب وار کرنا چاہا۔ تو آپ نے ایک ہتھیار پھینک دیا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اسکے سوا رسول اللہ نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ غرض اسی طرح کئی صحابیوں کو رسول اللہ کی مدافعت کرتے ہوئے زخم آئے۔

ستّر سے زیادہ مسلمان شہید ہوئے ۶ مہاجر سے باقی انصار اور مشرکوں کے ۲۳ مارے گئے۔ اور قریش نے بعض مسلمانوں کی لاشوں کو مثلہ کر دیا۔ یعنی ناک کان کاٹ ڈالے۔ اس لڑائی میں رسول کے چچا حمزہ بھی جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نام کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ جبیر نے وحشی کو اپنے چچا طعیمہ کا انتقام لینے کے لیے بھیجا تھا جسے حضرت حمزہ نے بدر میں مار دیا تھا۔ وہ اسی تاک میں تھا ایک موقعہ پر غافل پا کر آپ پر وار کر دیا۔

اس پسپائی میں مسلمانوں کو دو سبق حاصل ہوئے ایک تو یہ کہ حکمت معلوم ہو یا نہ ہو۔ مسلمانوں کو اپنے رسول مقبولؐ کے حکم کی جان و دل سے تعمیل کرنی چاہیئے۔ دوّم۔ امور دنیا کی طرف ایسا انہماک نہ ہو جس سے دین کو ضرر پہنچے یعنی دین کو دنیا پر مقدم رکھیں

اس جنگ میں ایک طرف خلاف حکم رسول تیر اندازوں نے اس ٹیلہ کے مورچے کو چھوڑ دیا دوسری طرف بعض مسلمانوں نے جہاد اور مدافعت سے دنیا کے مال کو ترجیح دی تو فتح کے بعد ہزیمت پائی

۴۔ غزوہ حمراء الاسد۔ یہ مقام مدینہ سے ۸ میل ہے جب مشرکوں نے یہ طعنہ سنا کر تم احد میں کیا کر آئے۔ نہ محمدؐ کو مارا نہ مسلمانوں کی جوان عورتوں کو پیچھے چڑھا لائے تو جوش میں آ کر انہوں نے کہا اچھا جو ہو سو ہو ایک دفعہ مسلمانوں کا استیصال کر کے لوٹیں۔ تو رسول اللہ صلعم نے خروج فرمایا اور ارشاد کیا میرے ساتھ وہی شامل ہو جو کل احد کی لڑائی میں شامل تھا مشرکوں کو بھی خبر ہو گئی انہوں نے سیدھے مکہ جا دم لیا

۵۔ حضرت عثمان بن عفان نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لڑکی ام کلثوم سے اس کی

بہن رقیہ کی فوتیدگی کے بعد نکاح کیا۔ آپکا لقب ذوالنورین ہُوا۔

۶۔ رسول اللہ صلعم نے حفصہ بنت عمر بن الخطاب سے اور زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا

۷۔ حضرت علیؓ کے ہاں "حسن" پیدا ہوئے۔ رضی اللہ عنہما

۸۔ شراب کی نسبت پہلے حکم نازل ہُوا تھا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی پھر اس سال رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ فرما کر قطعی طور سے حرام کر دیا اور یہ تدریجی اصلاح غایت مصلحت اور حکمت عملی پر مبنی تھی اور رسول اور اسکے برگزیدہ صحابہؓ نے تو ابتدا سے کبھی نہیں چکھا۔ آج جو کام ٹمپرنس سوسائٹیاں زور شور سے کر رہی ہیں اور ڈاکٹر اپنی علمی تحقیقات سے شراب کو ام الخبائث کہہ رہے ہیں۔ اسلام تیرہ سو سال اس سے پہلے کر چکا ہے۔

چوتھے سال کے واقعات

۱۔ غزوہ بنی نضیر یہود کے ایک بڑے قبیلہ کا نام ہے مسلمانوں اور انکے درمیان معاہدہ تھا کہ لڑائی کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرینگے۔ ان کے محلہ میں ایک جھگڑا ہو گیا۔ رسول اکرم چند اصحاب کے ساتھ وہاں گئے تاکہ تصفیہ ہو جائے ان میں سے ایک شریر نے چکی کا پاٹ گرا کر آپکو مار دینا چاہا لیکن اعلام الٰہی سے آپ اٹھکر چلے گئے پیچھے سے صحابہؓ بھی آگئے آپ نے انکو جلاوطنی کا آرڈر سنایا پہلے تو مان لیا پھر مقابلہ پر تل گئے۔ مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا تو وہ اپنا مال واسباب اور بال بچہ لیکر نکل گئے

۲۔ غزوہ ذات الرقاع۔ حضور نے سات سو لڑنے والوں کے ساتھ خروج فرمایا۔ تاکہ بنو محارب و بنو ثعلبہ کو جو مسلمانوں پر حملہ کرنیکی تیاریاں کر رہے تھے۔ روک دیں۔ کفار اپنی عورتیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے لڑائی پر بھی آمادہ ہوا مگر کچھ ایسا رعب پڑا۔ کہ نہ لڑ سکے

اسی غزوہ میں جبریل صلوٰۃ الخوف اور تیمم کا حکم لائے

۳۔غزوہ بدر الآخرہ۔ ابوسفیان احد کے دن کہہ گیا تھا کہ اب اگلے سال میدان بدر میں میری تمہاری باتیں اسلئے آپ ۱۵۰۰ جانباز کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے۔ ابوسفیان نے ایک شخص بھیجا۔ کہ کفار بڑے زور شور سے حملہ کرنیوالے ہیں۔ اسکا مطلب تھا مسلمان ڈر جائینگے اور ہماری عزت رہ جائیگی مگر مسلمان یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور انکے ایمان میں اور بھی زیادتی ہوئی کہ وعدۂ نصرت پورا ہونیوالا ہے۔ غرض اسکا داؤ نہ چلا نہ آیا

۴۔(ا) حسین بن علیؓ پیدا ہوئے (ب) زینب بنت خزیمہ رسول اللہ کی حرم محترم فوت ہوئی (ج) ام سلمہ ہند سے آپ نے نکاح کیا (د) زید بن ثابتؓ کو آپ نے حکم دیا کہ عبرانی لکھنا پڑھنا سیکھے تاکہ یہود سے خط و کتابت میں مشکل واقع نہ ہو

پانچویں سال کے واقعات

۱۔غزوہ دومۃ الجندل۔ یہ ایک مقام ہے مدینہ سے ۱۵-۱۶ رات کے فاصلہ پر یہاں دشمنان اسلام نے جمع ہو کر رہگذروں پر ڈاکے ڈالنے شروع کئے۔ اور یہ ارادہ بھی تھا کہ مدینہ پر حملہ کردیں بطور پیش بندی ایک ہزار سپاہ کے ساتھ رسول اللہ صلعم نے انپر خروج فرمایا جب قریب پہنچے تو وہ پراگندہ ہو گئے اور اپنے مویشی چھوڑ گئے اور مسلمان سالم غانم واپس آئے

۲۔غزوہ بنی مصطلق۔ اسکا نام مریسیع بھی ہے (جو بنی خزاعہ کے چشمہ کا نام ہے) یہ لوگ بھی مسلمانوں پر حملہ کرنیکے لئے لشکر ترتیب دے رہے تھے۔ نیز انہوں نے احد کی جنگ میں قریش کی مدد کی تھی۔ رسول اللہ کی چڑھائی کی خبر سے یہ سخت ڈرے عرب تو ان سے جدا ہو گئے۔ پھر بھی مریسیع پر فریقین میں کچھ لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں نے یکدم ہلہ بولدیا۔ اور انکو قید کرلیا دس قتل بھی کئے اور مسلمانوں کا ایک شخص کام آیا قیدیوں میں اس قوم کے سردار الحارث کی بیٹی برہ بھی تھی آپ نے اس قوم کا دل ہاتھ میں لینے اور انکو معاف کردینے کے لئے اس سے نکاح کرلیا

جویریہ اسکا نام رکھا۔ اسکی قوم کے دو سو قیدی مسلمانوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ نکاح کے بعد سب مسلمانوں نے انہیں چھوڑ دیا کہ ہم رسول اللہ کے سسرال کے آدمیوں کو قید میں نہیں رکھنا چاہتے اس کرمفرمائی اور رسول کی گہری سیاسی حکمت عملی (یہ لفظ پاک معنوں میں لیا جاوے) کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بنی مصطلق آخر اسلام لا کر مسلمانوں کے معاون بنے

۳۔ غزوہ خندق جسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں مشرکین قریش کے کئی گروہ جمع ہوئے بنو نضیر یہودی بھی ان میں شامل تھے۔ انکی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ ابو سفیان ان کی کمانڈ کر رہا تھا مسلمان مدینے سے باہر نہیں نکلے بلکہ سلمان الفارسی کے اشارہ سے ایک خندق کھودلی مشرکوں اور یہودیوں نے مل کر مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ جو ۱۵ روز تک رہا یہ وقت ایسا تنگی اور امتحان کا تھا۔ کہ بنو قریظہ نے بھی اپنا عہد توڑ دیا۔ اور منافق جو کچھ اپنے سینوں میں چھپائے بیٹھے تھے۔ انکی زبان پر آ گیا۔ قرآن شریف میں اس حالت کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی گئی ہے زَاغَتِ الابصار وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الحناجر وتظنون باللہ ظنونا اسنے اپنے رسول کی دعا اَللّٰھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اَللّٰھُمّ اھزمھم وزلزلھم اور مومنوں کے نعرہ ہائے متی نصر اللہ کو سُن لیا

ایک زنانے کی آندھی چلی انکی آگ بجھ گئی۔ اور کنکریوں اور ریتے سے ان کی آنکھیں بھر گئیں خیمے اکھڑ گئے اور اذن الٰہی سے بھاگڑ پڑ گئی۔ انکا سردار ابو سفیان ایسا حواس باختہ ہوا۔ کہ اپنی سواری کا گھٹنا کھولنا یاد نہ رہا۔ اور وہ پیشگوئی پوری ہوئی جند ھنالک مھزوم من الاحزاب

۴۔ چونکہ بنو قریظہ نے نقض عہد کیا اور احزاب میں دشمن کو مدد دی اسلئے رسول اللہ نے تین ہزار فوج کے ساتھ انکا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے از خود سعد بن معاذ کو اپنا حکم مانا اسی نے فیصلہ کیا۔ کہ ان کے جوان جو لڑائی کے قابل ہیں قتل کر دئے جائیں چنانچہ اسپر عمل کیا گیا

۵- زید بن حارث باوجود امسک علیک زوجک کی تاکید کے جب اپنی بیوی کو نہ رکھ سکا۔ کیونکہ اسے اپنے حسب و نسب عظمت جلال حسن و جمال پر بہت غرہ تھا تو اسے طلاق دیدیا رسول اللہ نے اسکی دلدہی اور متبنّٰے کی رسم کو اڑانے کے لئے حکم الٰہی سے اس سے نکاح کر لیا۔ تاکہ آئندہ متبنّٰے حقیقی بیٹا نہ سمجھا جائے۔ چونکہ آپ ہی نے یہ نکاح کروایا تھا۔ اس واسطے لوگوں کے ابتلا سے آپ اندیشہ فرماتے تھے لیکن خدا نے فرمایا اسکی کچھ پروا نہیں چاہیئے واللہ احق ان تخشٰہ

اسی سال وہ آیت نازل ہوئی جس پر امت محمدیہ کے ایمان کا مدار ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

یعنے آپ کا جسمانی بیٹا تو کوئی نہیں نہ زید نہ کوئی اور مگر آپ نبیوں کی مہر ہیں آپ کی مہر سے کئی روحانی فرزند ہونگے

یہ جو بکواس کرتے ہیں کہ آپ نے زینب کو احیاناً دیکھ لیا اسلئے اسکے نکاح میں رغبت فرمائی اول اسوقت آیت حجاب نازل نہ ہوئی تھی۔ دوم۔ اگر آپ نکاح چاہتے تو پہلے بھی کر سکتے تھے۔ کیونکہ آپ نے خود ہی زید سے نکاح کروایا تھا مگر اللہ تعالےٰ کو ایک رسم کا عملی طور سے مٹانا اور متبنّٰے کا مسئلہ سمجھانا منظور تھا

۶- آیت حجاب نازل ہوئی۔ جو ایسی ضروری ہے کہ اب تمام مہذّب قومیں آہستہ آہستہ اس پر عمل پیرا ہونا چاہتی ہیں

۷- اسی سال بشرط استطاعت حج فرض ہوا۔

حج ایک عاشقانہ عبادت ہے۔ جس میں شریف و وضیع امیر فقیر ایک وردی میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوتے ہیں تاکہ دور دراز علاقوں کے مسلمان تبادلۂ خیالات و تجدید عہد اخوت کر سکیں اسکے لئے عرفات ایسے ریتلے اور کھلے میدان سے بڑھکر کوئی میدان نہیں ہو سکتا

چھٹے سال کے واقعات

۱۔ غزوہ بنی لحیان۔ ان لوگوں نے عاصم بن ثابت اور اسکے بھائیونکو دھوکہ سے قتل کر دیا تھا وہ یوں کہ رسول اللہ صلعم نے عضل اور قارہ عرب کے دو قبیلوں کی درخواست پر اپنے دس آدمیونکو انکی ہدایت کے لئے بھیجا تاکہ انکو دین سکھا دیں۔ مگر انھوں نے بنی ہذیل کو سکھا کر ۸ مروا دیئے ۲ مکہ والوں کے آگے بیچ دیئے وہ بھی شہید ہوئے۔ پس اسلئے رسول اللہ صلعم نے دو سو سوار کے ساتھ چڑھائی کی۔ مگر کوئی مقابل پر نہ آیا۔

۲۔ غزوۃ الغابہ۔ جب عیینہ بن حصن نے چالیس سواروں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی اونٹنیوں پر چھاپا مارا۔ اور ابو ذر کے بیٹے کو جان سے مار دیا۔ بیوی کو باندھ لئے گئے مگر وہ آپ کی تیز رفتار اونٹنی پر چڑھکر قید سے بھاگ آئی تو آپ نے پانچسو آدمیوں کے ساتھ اس لوٹ مار کے انسداد کے لیئے چڑھائی کی۔ فریقین کی دو تین جھپٹیں ہوئیں ایک مسلمان اور دو مشرک مارے گئے تھے۔ دس اونٹنیاں ان سے چھڑائی گئیں۔ عیینہ نے پرلے درجے کی نمکحرامی کی کیونکہ آپ نے اسکو اونٹنیاں چرانے کے لئے زمین بھی دی تھی۔ مگر اس نے کفران نعمت کیا۔ اور خندق کی لڑائی میں احزاب کی ہمراہی کی۔ اور پھر اونٹنیوں پر چھاپا مارا۔ ایسے محسن کش کو کوئی عدالت بری نہیں کرتی۔

۳۔ غزوہ حدیبیہ۔ رسول اللہ صلعم ایک خواب کی بنا پر عمرہ کے ارادہ سے چودہ سو آدمیوں کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے کوئی جنگی ہتھیار ساتھ نہ لیا۔ صرف تلواریں نیام میں تھیں۔ قریش نے جب یہ سنا۔ تو اکٹھے ہو کر رستہ روک دیا۔

مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک گھاٹ ہے اشطاط نام وہاں رسول اللہ کو بھی یہ خبر پہنچگئی تو آپ نے احباب سے مشورہ کیا۔ کہ آیا واپس لوٹ جائیں یا آگے بڑھیں کفار تو بیت الحرام سے روکنے کے لئے جمع ہو رہے تھے ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ آپ عمرہ کے

ارادے سے نکلے ہیں آپ کسی سے لڑنیکا قصد نہیں رکھتے آپ کی نیت بخیر ہے پس آپ چلئے جو ہمیں روکے گا۔ دیکھا جائیگا فرمایا بہتر بسم اللہ جب ثنیۃ المرار کے پاس پہنچے۔ تو رسول پاک کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ بہت کوشش کی گئی مگر وہ نہ اٹھی۔ تو لوگوں نے کہا کہ قصواء اڑگئی فرمایا یہ تو اسکی عادت نہیں اسے اس ذات پاک نے کسی مصلحت سے روکا ہے جس نے ہاتھیوں کو روک لیا تھا۔ اور میں تو ان کی سب ایسی باتیں ماننے کو تیار ہوں جو الٰہی تعظیمات پر مشتمل ہوں پھر آپ نے اونٹنی کو چلایا تو وہ چل پڑی اور آپ حدیبیہ میں جا اترے وہاں بہت سی گفتگو اور رد و قدح کے بعد فریقین میں صلح ہوگئی اگر لڑائی ہوتی تو یقیناً مسلمان فتح پاتے۔ لیکن بیت اللہ کی حرمت کی وجہ سے آپ نے لڑائی نہ کی صلح کے مشہور شرائط یہ ہیں کہ (۱) دس سال تک آپس میں لڑائی نہ ہو (۲) ایک دوسرے کو امن دیں (۳) اس سال مسلمان واپس چلے جائیں (۴) کفار سے اگر کوئی آدمی (خواہ مسلمان ہوکر) مسلمانوں کے پاس چلا جائے تو اسے واپس کیا جائے۔ اور اگر ان مشرکوں کے پاس مسلمانوں کا کوئی آدمی آجائے تو واپس نہیں دیا جائیگا جو محمدؐ کے ساتھ ملنا چاہے۔ انکے ساتھ ملجائے۔

اسی غزوہ میں بیعۃ الرضوان لی گئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ حضور نے عثمان بن عفّان کو حدیبیہ سے مکہ میں پیغام دیکر بھیجا۔ کہ ہم لڑنیکے ارادہ سے نہیں آئے مشرکوں نے انکو روک لیا اور یہ افواہ اڑگئی کہ عثمانؓ قتل کردئے گئے۔ اسپر رسول اللہ نے لوگوں سے ایک درخت کے نیچے یہ بیعت لی کہ ہم بھاگینگے نہیں لڑنے مرنے پر راضی ہیں قریش نے یہ سُن کر حضرت عثمان اور انکے رفقاء کو رہا کردیا

اسی بیعت میں یہ آیت نازل ہوئی لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ جو رفض کی جڑھ کاٹتی ہے

صلح کی شرائط پر بعض مسلمان گھبرائے مگر اللہ تعالےٰ نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا

مبینگا ہے انکی تسلی کردی۔ کہ یہی صلح فتح مکہ کا پیش خیمہ ہونے والی ہے اور اتنے عرصہ میں مسلمانونکو اپنی ترقی اور ساز و سامان درست کرنیکا موقعہ مل گیا

۴۔ اس سال حضور علیہ السلام نے بادشاہونکو دعوتی خطوط لکھے۔ اور مہر کے لئے ایک انگوٹھی چاندی کی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا

ایک چٹھی روم کے بادشاہ کی طرف ایک امیر بصری کے نام ایک امیر دمشق کی جانب مقوقس امیر مصر کو بھی لکھا اور نجاشی کو بھی اور فارس کے بادشاہ کسریٰ کو بھی جس نے مکتوب کو پھاڑ دیا اور آپ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا۔ خدا اسکے ملک کو بھی پارہ پارہ کر دیگا۔ ایسا ہی ہوا۔ منذر بن سادی ملک البحرین کو بھی تبلیغی خط لکھا وہ مسلمان ہو گیا۔ جلندی کے بیٹے جیفر اور عبد عمانؔ کے دونو بادشاہ بھی خط پڑھکر مسلمان ہو گئے

ملک یمامہ ہوذہ بن علی کو بھی ہدایت نامہ گیا

قیصر عظیم کو جو رقعہ لکھا تھا۔ اسکی نقل ابتک موجود ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

من محمد بن عبد اللہ۔ الیٰ ھرقل عظیم الروم سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ اما بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لا اسلامتی پا۔ اللہ تعالےٰ تجھے دُہرا اجر دے گا اور اگر تو منہ پھیریگا۔ تو اریسیوں کا گناہ بھی تیرے ہی سر پر اور اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اللہ کے سوا کسی کو حرام حلال۔ غرض فرمانبرداری میں رب نہ بنائیں یعنے انکا ساختہ پرداختہ بغیر وحی کے نہ مانیں اگر تم یہ نہیں مانتے۔ تو گواہ رہو ہم فرمانبردار ہیں۔

قیصر کو جب یہ خط ملا۔ تو اسنے کہا محمد (صلعم) کی قوم کا کوئی شخص بلاؤ۔ ابوسفیان بن حرب شام ہی میں تھا۔ اور اسوقت مشرک تھا اس سے حضور کے بارے میں بہت سے سوال کئے جس کے جواب سن کر کہنے لگا۔ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے جو تم کہتے ہو تو وہ عنقریب میرے

دار الخلافہ کو بھی فتح کریگا یہ تو مجھے پہلے بھی معلوم تھا کہ وہ نبی ظہور کرنیوالا ہے مگر مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم میں سے ہے اگر میں حاضر ہو سکتا تو ضرور ہوتا۔ اور اگر آپکے پاس ہوتا۔ تو آپ کے قدم دھوتا

ساتویں سال کے واقعات

۱۔ غزوہ خیبر۔ یہ ایک شہر تھا جس کی زمین زرخیز تھی۔ اور جس میں گڑھیاں بھی تھیں مدینہ سے شام کی طرف ۱۸۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے

اس میں بنو نضیر رہتے تھے جنھوں نے جنگ احزاب میں بڑے جوش وخروش سے حصہ لیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے ماہ محرم میں ۱۶۰۰ آدمیوں کے ساتھ انپر فوج کشی کی۔ رات کو وہاں پہنچے آپ کی عادت مبارک تھی کہ راتکو کسی پر حملہ نہ کرتے۔ صبح کو لڑائی فرماتے مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کرلیا ۶ راتیں گزر گئیں ساتویں رات حضور نے فرمایا۔ میں جھنڈا علی الصبح اس شخص کے حوالے کرونگا جسے اللہ اور اسکا رسول پسند کرتا ہے۔ صبح کو آپ نے علی ابن ابی طالب رضؓ کو رایت اسلام دیا حضرت مرتضیٰ کو آشوب چشم کی شکایت تھی۔ آپ نے اپنے تھوک مبارک سے برکت دی اور دعا کی اسی وقت اللہ کے اذن سے اچھے ہوگئے حضرت علیؓ اور آپ کے ہمراہیوں نے داد شجاعت دی اور بڑی سختی سے حملہ کیا۔ آخر کار فتح ہوئی اور مسلمانوں کو بڑا مال غنیمت ملا روایت کی گئی ہے کہ حضرت علیؓ نے جلال میں آکر خیبر کا دروازہ اکھیڑ کر اسے ڈھال بنا لیا

۲۔ اس سال خیبر کی فتح کے بعد حبشہ کے مہاجرین میں ابو موسیٰ اور اسکی قوم کے لوگ تھے دس برس کی اقامت کے بعد واپس آگئے

۳۔ فدک فتح ہوا۔ جو خیبر سے قریب ہی ایک گڑھی تھی۔ مدینہ سے چھ دنوں کے فاصلہ پر ہے فئے میں حاصل ہوا کیونکہ جنگ نہیں ہوئی۔ بلکہ یہود سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ اپنا مال چھوڑ جائیں اور انکو قتل نہ کیا جاوے۔ مال فئے کا حکم سورہ الحشر میں مرقوم ہے جسے

ذرا بھی قرآن مجید سے آگاہی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ مال ورثہ میں نہیں مل سکتا۔ فاطمۃ الزہرا نے ایک امتحانی مقدمہ جناب ابو بکر کی عدالت میں ڈالا تھا۔ صدیق نے وہی فیصلہ کیا جو قرآن مجید میں مسطور ہے اور جس کی جناب خلیفہ بلا فصل سے توقع کیجا سکتی تھی۔ سیدۃ النساء اس فیصلہ پر مطمئن ہوگئیں کہ میرے ابا کے جانشین کتاب و سنت پر پورے ثبات کے ساتھ قائم ہیں۔ اسلئے عمر بھر خاموش رہیں۔ اور حضرت علیؑ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس فیصلہ کو مسترد نہیں کیا۔ حالانکہ غلطی کی اصلاح فرض ہے

۴۔ اھل تیماء (مدینہ سے ۸ منزل کے فاصلے پر گاؤں ہے) سے جو یہودی تھی ان سے جزیہ پر مصالحت ہوئی

۵۔ غزوہ وادی القریٰ (خیبر اور شام کے درمیان ہے) اللہ کے رسول نے انہیں امن و آشتی کی ہدایت کی۔ وہ مسلمانوں سے برسر پرخاش ہوئے تو مسلمانوں نے بھی ہتھیار سنبھالے اور بہت سی غنیمت حاصل کی۔

۶۔ مدینہ کے اردگرد کے یہود مطیع ہوگئے اسلئے مسلمانوں کو قرب و جوار کے دشمنوں پر جو ادہر اُدہر لگائی بجھائی کرتے پھرتے تھے گونہ بے فکری ہوگئی

۷۔ جب ذی القعدہ کا چاند چڑھا۔ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ یوم الحدیبیہ کے عمرہ کو قضا کرنا چاہیے چنانچہ سب مسلمان سوا ان معدودے چند کے جو فوت ہو چکے تھے۔ روانہ ہوئے جب مرالظہران پر پہنچے (مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک موضع کا نام) تو قریش ڈر گئے اور انہوں نے اپنا قاصد بھیجا کہ یا محمدؐ ہمنے کوئی نئی بات نہیں کی جس سے آپ ناراض ہوئے ہوں۔ اور ہمنے آپکو بچپن سے عہد شکن نہیں پایا۔ آپ نے جوابدیا۔ کہ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے عمرہ کرنے آئے ہیں جب مسلمان مکہ میں پہنچے تو مشرکین پہاڑ پر چڑھ گئے تا کہ مسلمانوں کو بیت الحرام کا طواف کرتے نہ دیکھیں تین روز ٹھہرنے کے بعد حضور واپس چلے آئے۔

۸۔ خالد بن الولید مشہور اسلامی سپہ سالار۔ عمرو بن العاص عثمان بن ابی طلحہ اسلام لائے

۹ حضور نے حُییّ بن اخطب بنی النضیر کے سردار کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا۔ اور خیبر کے روز قیدیوں میں آئی۔ اس میں بھی وہی مصلحت تھی جو پہلے بیان ہو چکی

۱۰ میمونہ بنت الحارث سے نکاح کیا جو آپ کے چچا حمزہ احدی شہید کی بیوہ تھی یہ آخری بی بی ہے جسے آپ نکاح میں لائے

آٹھویں سال کے واقعات

۱ جنگ موتہ۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا جو قاصد تبلیغی چٹھی دے کر امیر بصری کو بھیجا تھا وہ قتل کر دیا گیا۔ پس ماہ جمادی الاول میں آپ نے ایک لشکر طیار کیا جس کی تعداد تین ہزار تھی تاکہ اس کا قصاص لیا جائے۔ زید بن حارثہ کو انکا امیر بنایا اور فرمایا زید شہید ہو گیا تو جعفر کو امیر بنا لینا اور جعفر شہید ہوا تو پھر عبداللہ بن رواحہ اور یہ بھی وصیت کی۔ کہ رہبانوں سے کچھ تعرض نہ کریں نہ کسی عورت یا بچے کو قتل کریں نہ بوڑھے مرد کو اور نہ درخت کاٹیں۔ زید جب موتہ میں پہنچا۔ تو رومی لشکر ڈیڑھ لاکھ کی تعداد میں جمع تھا۔ اور انکے پاس اسقدر سامان جنگ کہ کچھ شمار نہیں۔ لڑائی شروع ہوئی زید مارا گیا تو جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا اٹھا لیا۔ اسکا دایاں بازو کٹا تو اس شیر مرد نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ دونو ہاتھ کٹ گئے تو سینہ سے لگا لیا آخر وہ بھی شہید ہوا۔ تو عبداللہ نے جھنڈا لے لیا۔ آخر وہ بھی شہید ہو گیا مسلمان شاید پسپا ہو جاتے مگر خالد بن ولید بڑھا اور اسقدر تندی سے سمٹ کر حملہ کیا کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ اور مسلمانوں کو مال غنیمت ملا۔ مدینہ آئے تو حضرت نبی نے خالد کو شاباش دی

یعلی بن امیۃ موتہ کی خبر پہلے پہنچانے کے لئے آگے بڑھ آئے تھے۔ رسول اللہ نے اسے دیکھکر فرمایا چاہو تو تم بیان کرو اور چاہو تو میں بیان کروں اس نے عرض کیا حضور ہی فرما دیں۔ جب آپ نے واقعات جنگ کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگا قسم اس ذات پاک کی جس نے آپ کو برحق مبعوث کیا۔ آپ نے کوئی بات قابل ذکر ایسی نہیں چھوڑی جسے میں بیان

کروں۔

۲۔ صلح حدیبیہ کے وقت بکری قریش کے حلیف تھے۔ اور خزاعی رسول اکرم کے۔ ایک روز ایک بکری شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ بکواس کر رہا تھا خزاعی نے اسے ڈانٹا اسپر بنو بکر بگڑ گئے اور خزاعیوں سے طرح جنگ ڈالدی۔ اور قریش نے در پردہ ان کی مدد کی خزاعیوں کے دس سے زیادہ آدمی مقتول ہوئے خزاعی رسول اللہ کے حضور پہنچے۔ اور اپنا ماجرا اشعار میں سنایا حضور نے فرمایا ہم انشاء اللہ تمہاری فریاد رسی کرینگے ادھر قریش نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا۔ تو ابو سفیان بن حرب کو مدینہ بھیجا کہ عہد نامہ کی تجدید ہو جائے اور مدت بھی بڑھا دیجائے۔ حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجدید کے کیوں طلبگار ہو کیا خدانخواستہ کوئی عہد شکنی کا واقع ہو گیا ہے اسنے کہا نہیں حضور ہم شرائط کی پابندی کر رہے ہیں اور پھر چپکے سے چلا آیا۔ رسول اللہ نے سفر کی تیاری شروع کر دی اور ارد گرد کے عرب اسلم غفار مزینہ جہینہ اشجع سلیم جمع کئے اور چڑھائی کی طرف مخفی رکھی تا خبر نہ پھیلجائے تاآنکہ دس ہزار مجاہد ہو گئے۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ رستے میں آپکو آپ کے چچا عباس رض ملے جو مسلمان ہو کر اپنے اہل کے ساتھ آرہے تھے۔ پھر ابو سفیان ابن الحارث بن عبد المطلب۔ رسول اللہ کے چچا کا بیٹا اور آپ کا رضاعی بھائی ملا۔ اسکے ساتھ جعفر بھی تھے دونو اسلام لائے۔ ابو سفیان بن حرب بھی رسول اللہ کی ٹوہ لگانے نکلا تھا مگر آخر مسلمان ہو گیا اور یہ قصہ یوں ہوا۔ کہ ابو سفیان حکیم بن حزام۔ بدیل بن ورقاء رسول اللہ کی ٹوہ لگانے کے لئے نکلے جب مر الظہران کے پاس آئے تو انہیں آگ کے الاؤ دکھائی دیئے۔ ابو سفیان نے حیرت ظاہر کی کہ یا ئیں اتنے آدمی کہاں سے آگئے اتنے میں رسول اللہ کے چوکی پہرہ والوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور رسول اللہ صلعم کے حضور لا پیش کیا۔ ابو سفیان اسلام لے آیا۔ حضور انور نے اپنے چچا عباس کو فرمایا۔ کہ اسے ایک تنگ جگہ کے قریب کھڑا کر کے فوجی شان و شوکت دکھا دو۔ تاکہ مسلمانوں کی طاقت کا اسے علم ہو جائے اور جنگ کر کے ہلاک نہ ہوں چنانچہ جب یہ انتظام ہو گیا۔ تو لگا لشکر اسلام

قبیلے قبیلے ہو کر گزرنے۔ ایک دستہ گزرا۔ ابوسفیان نے پوچھا یا عباسؓ یہ کون ہیں جواب دیا گیا غفار۔ ابوسفیان نے کہا غفار؟ غرض اسی طرح جہینہ سعد بن ہذیم سلیم گزرے اور ابوسفیان مرعوب ہوتا گیا آخر ایک زبردست دستہ جو گزرا تو حیرت سے کہا یہ کون ہیں۔ جواب میں حضرت عباس نے فرمایا یہ انصار ہیں سعد بن عبادہ کے جھنڈے تلے لڑنے مرنے کو طیار۔ سعد بن عبادہ نے جوش میں آکر کہا آج بڑے معرکہ کا دن ہے اور کعبہ کی حرمت حلال ہونے کا۔ پھر ایک اور گروہ گزرا جس میں حضور رسول کریم اور آپ کے صحابہ زبیر بن عوام کے ساتھ تھے ابوسفیان نے کہا آپ کو معلوم ہے سعد بن عبادہ نے کہا کیا فرمایا کیا کہا بتایا کہ یوں کہا تو فرمایا سعد نے غلط کہا۔ آج اللہ تعالے کعبہ کی اور بھی عزت بڑھائیگا۔

اسکے بعد رسول اللہ صلعم نے خالد بن ولید اور اسکے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ مکہ کے اوپر کی طرف سے داخل ہو۔ اور بغیر اسکے جو لڑائی میں پیشدستی کرے کسی سے نہ لڑنا اور آپ نیچے کی طرف سے داخل ہوئے قریش کے چند مردوں نے خالد کو روکا مگر خالد سیف اللہ کب رکنے والے تھے۔ انکو شکست دیکر اندر داخل ہو گئے اسکے بعد رسول اللہ نے اہل مکہ کو امن دیا۔ اور اعلان کر دیا گیا جو مسجد الحرام میں داخل ہو جاوے وہ مامون ہے جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ بھی مامون ہے۔ جو اپنے دروازے کو بند کرلے وہ بھی مامون۔ البتہ چند آدمی ایسے ہیں جو بوجہ اپنے جرائم قبیحہ کے گردن زدنی ہیں

مثلاً کعب بن زہیر عکرمہ بن ابی جہل صفوان بن امیہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کاتب وحی جو مرتد ہو گیا تھا وحشی حضرت حمزہ کا قاتل اور ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بی بی۔ جب آپ خانہ کعبہ میں پہنچے تو اسوقت ۳۶۰ بت تھے پس آپ اپنی چھڑی سے ہر ایک کو ٹھکراتے جاتے اور فرماتے جاتے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیلؑ کی تصویریں تھیں وہ بھی مٹا دی گئیں۔ الغرض کعبہ معبودات باطلہ سے پاک صاف کیا گیا اور اس میں اللہ اکبر کی صدا گونج اٹھی پھر آپ مقام ابراہیم پر پہنچے

اور زمزم کا پانی پیا۔ پھر آپ مسجد میں بیٹھ گئے۔ سب گردنیں ادب سے جھکی ہوئی تھیں۔ اور لوگ سوچ رہے تھے کہ آپ ان مشرکین مکہ سے کیا سلوک فرماتے ہیں جنھوں نے آپ کو ایسی ایسی ایذائیں دیں اور شہر سے نکالا۔ اور آپ کے قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔ اور پھر آپ کے صحابہ سے جنگ کی آپ خطبہ پڑھنے کے بعد کھڑے ہوئے حمد و ثنا کے بعد فرمایا

سنو! اللہ تعالےٰ نے مکہ معظمہ کو جس دن آسمان و زمین پیدا کئے شرف بخشا۔ اور اس کی تکریم و تحریم قیامت تک قائم رہنے والی ہے کسی شخص کے لئے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانیوالا ہے جائز نہیں کہ یہاں خونریزی کرے یا درخت کاٹے

اگر یہ کہو کہ رسول اللہؐ نے ایسا کیا تو کہہ دو۔ کہ اللہ نے اپنے رسول کو اذن دیا مگر تمہیں اجازت نہیں دی اور میرے لئے صرف ایک گھڑی کی اجازت ہوئی۔ اب اسکی حرمت ویسی ہی ہے جیسے کل تک تھی سننے والے دوسروں کو پہنچا دیں۔ حاضرین غیر حاضروں کو سنا دیں

قریشیو! تم کیا گمان کرتے ہو میں تم سے کیا سلوک کرنیوالا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا۔ آپ بڑے کریم النفس بھائی کریم النفس کے بیٹے ہیں اچھا ہی سلوک کرو گے فرمایا جاؤ۔ تم سب آزاد ہو۔ پھر لوگ بیعت اسلام کے لئے امنڈ آئے معاویہ بن ابو سفیان بھی ایمان لائے ابو قحافہ بھی یعنی صدیق کا والد ایک شخص آیا جو خوف سے کانپ رہا تھا فرمایا کیوں ڈرتے ہو مطمئن رہو میں بادشاہ نہیں ایک قریشن کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی

مردوں کی بیعت ہو چکی تو عورتوں کی بیعت شروع ہوئی اور اسکے الفاظ وہی تھے جو بیعت عقبہ میں ذکر ہو چکے۔ پھر آپ نے بلال کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر اذان دے

پھر آپ نے اپنے آدمی بھیجے کہ بتوں کو ڈھا آویں۔ عزیٰ کو بھی گرایا گیا۔ جو قریش کا نخلہ میں بڑا بت تھا سواع کو مٹایا گیا جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہذیل کا بت تھا۔ پھر منات کو ڈھایا گیا جو کلب و خزاعہ کا بت تھا۔

جنکے خون کا اعلان ہو چکا تھا۔ ان میں سے بعض تو قتل ہو گئے اور بعض کے لئے خدا نے نجات کے سامان پیدا کر دیئے۔

عکرمہ بن ابی جہل مسلمان ہو گیا۔ ایسا ہی ہبار بن الاسود صفوان بن امیہ اور حارث بن امیہ اور حارث بن ہشام زہیر بن ابی امیہ المخزومی کو ام ہانی نے پناہ دی تو آپ نے قبول فرمائی عبداللہ بن سعد بھی ایمان لایا مگر حضور نے اس سے منہ پھیر لیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے بھی اسلام قبول کر لیا کعب بن زہیر ایک قصیدہ لکھ لایا جو ابانت سعاد کے نام سے مشہور ہے

جب ان الرسول لسیف لیستضاء بہ مھند من سیوف اللہ مسلول

پڑھا تو حضور نے اپنی چادر اسے انعام بخشدی۔

اور وحشی کے بارے میں صحیح بخاری میں یوں لکھا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے میں طائف کی طرف چلا گیا جب انہوں نے اپنے قاصد رسول اللہ کی طرف بھیجے تو چونکہ قاصدوں کو نہیں مارتے اسلئے میں انکے ساتھ رسول اللہ کے حضور حاضر ہوا مجھے دیکھکر فرمایا تو ہی وحشی ہے عرض کیا ہاں ہو پوچھا کیا تم ہی نے حمزہ کو مارا تھا۔ وحشی نے کہا حضور کو صحیح خبر ملی ہے فرمایا کیا تم یہاں سے چلے نہیں جاتے بس میں نکل آیا۔ پھر جب مسیلمہ الکذاب نے خروج کیا تو میں نے جی میں کہا میں اسے مارونگا۔ تا اس اشر الناس کے قتل سے اس خیر الناس کے قتل کا داغ گناہ کم ہو۔ چنانچہ میں نے مسیلمہ کو دیکھکر اسپر ایک ہتھیار پھینکا۔ جو سینہ میں بیٹھکر کندھوں سے نکل آیا اتنے میں ایک انصاری اچھل کر بڑھا اور اسنے تلوار سے گردن اتار دی

۳۔ واقعہ حنین۔ فتح مکہ سے لوٹنے کے قبل رسول اکرم نے دس ہزار اہالیان مدینہ اور دو ہزار فتح کے دن مسلمان ہونیوالوں کے ساتھ قبیلہ "ہوازن اور ثقیف" پر چڑھائی کی جو لڑائیوں کی طیاریاں کر چکے تھے۔ آپ کے ساتھ ۸۰ کے قریب مشرک بھی تھے۔ جب حنین میں پہنچے تو رسول اللہ صلعم نے ایک شخص کا قول سنا۔ کہ ہم کم تعداد ہونے کی وجہ سے مغلوب نہیں ہونگے یعنی ہم بہت ہیں اور اسپر عُجب کا اظہار کیا۔ رسول اللہ صلعم پر یہ کلمہ بہت شاق گزرا۔ خیر

پھر لڑائی ہوئی تو وہ بڑا بول پیش آیا۔ اور مسلمانوں میں باوجود اتنی کثرت کے شکست کے آثار پیدا ہو گئے مسلمان بھاگ نکلے مگر رسول اکرم ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جن میں حضرت ابوبکر عمر علی عباس ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہم تھے۔ وہیں جمے رہے اس گھسان کی جنگ میں اور اس ہنگامہ محشر خیز میں رسول اللہ بڑے جوش اور صدق اثبات و استقلال و اطمینان قلب و جرأت کے ساتھ فرما رہے تھے۔

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب

میں نبی ہوں میں جھوٹا نہیں ہوں میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں پھر رسول اللہ کے حکم سے حضرت عباس نے انصار کو بلایا کیونکہ آپ کی آواز بہت بلند تھی تو مسلمانوں کو اپنی غلطی پر آگاہی ہوتی اور وہ واپس لوٹے اور ایسا جم کر مقابلہ کیا۔ اور یکجان ہو کر حملہ کر دیا کہ کفار کو شکست ہو۔ مشرکین کے ستر سے زیادہ قتل ہوئے اور بہت سے قید کئے گئے۔ اور مسلمانوں نے حنین میں سے صرف چار شہید ہوئے۔ انکے اموال پر قبضہ کیا اور انکے اہل و عیال کو اپنی حفاظت میں لیا شریک جنگ مشرکوں میں بہت سے مسلمان ہو گئے

اس واقعہ حنین سے دو امر ثابت ہوئے

ایک تو یہ کہ کبھی اپنی کثرت پر غرہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ناصر حقیقی کی نصرت سے کبھی بے پرواہ نہیں ہونا چاہیئے جنگ میں ایمان و ثبات صبر و استقامت کام آتے ہیں۔ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم من اللہ شیئاً

دوسری وجہ شکست کی یہ تھی کہ لشکر میں مشرکین و اعراب بھی شامل تھے اور یہ جو مسلمین جو اسلام سے مدافعت کا حق۔ مدافعت نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ ان لوگوں کی طرح کیونکر ہو سکتے تھے جو انصار و مہاجرین تھے۔

۴۔ غزوہ طائف۔ حنین میں جن لوگوں نے حضور کا ساتھ دیا۔ انکے ساتھ آپ نے ان بھگوڑوں کا تعاقب فرمایا تھے ہی وہ ثقیف قوم کے لوگ طائف میں قلعہ بند ہو کر

ایکسال کا سامان خورد و نوش بھی ذخیرہ کر چکے تھے جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا۔ تو شدت کے ساتھ تیروں کی بوچھاڑ کی جس سے بہت سے مسلمان زخمی ہوئے اور بارہ تو شہید بھی ہو گئے۔ ۱۹ دن تک محاصرہ رہا مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ اسلئے آپ جعرانہ کی طرف لوٹ گئے۔ جہاں حنین کے قیدی رکھے گئے تھے

۵۔ وفود ہوازن کچھ دن کے بعد ہوازن کے وفود مسلمان ہو کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انکو اختیار دیا۔ خواہ اپنے قیدی لے جاؤ۔ خواہ مال جو غنیمت میں لیا گیا رسول اللہ صلعم نے جعرانہ میں ۱۳ رات قیام فرمایا۔ عمرہ کے ارادے سے احرام باندھکر مکہ میں رات کے وقت داخل ہوئے۔ طواف کیا حجر اسود کو چوما اور اسی رات لشکر کیساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ دو ماہ سولہ دن مدینہ سے باہر رہے

فتح مکہ کے بعد یہ اثر ہوا۔ کہ تمام مشرک قبائل اسلام کے حلقہ بگوش ہونے لگے۔ اور یوں وہ ہر طرح کی ظلمات سے نکل کر آفتاب صداقت کے نور سے منور ہوئے اور وحشی سے مہذب اور مہذب سے با خدا انسان بننے لگے

نویں سال کے واقعات

۱۔ اس سال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی بن ابی طالبؓ کو ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ فلس کی طرف بھیجا۔ جو قبیلہ طی کا بت تھا۔ اسکے پجاریوں نے مقابلہ کیا۔ مگر کچھ پیش نہ گئی۔ حضرت علیؓ نے اسکو گرا کر جلا دیا اور وہاں بہت سے قیدی اور بھیڑ بکریاں غنیمت میں ملیں قیدیوں میں حاتم الطائی مشہور سخی عرب کی بیٹی سفانہ نام بھی تھی۔ جب مدینہ پہنچے تو رسول اللہ صلعم نے سفانہ پر احسان کیا اور اسے رہا کر دیا۔ سفانہ نے دعا دی کہ ایسے ہاتھ تیرے شکر گزار ہیں جو انقلابات زمانہ سے غنی کے بعد فقیر ہوں اور نہ تجھ پر کوئی ایسا ہاتھ مالک نہ ہو جو فقر کے بعد غنا کو پائے تیرے لطف و احسانات اپنے محل موقعہ پر بیش از بیش

ہوتے رہیں۔ اور تجھ پر کوئی ایسا وقت نہ آئے کہ کسی لئیم کے پاس اپنی حاجت لیجائے۔ کسی شریف کی نعمت چھینی جائے تو اللہ تیرے ذریعے سے اسے واپس دلادے

۲۔ سفانہ کا بھائی عدی شام کی طرف بھاگ کر چلا گیا تھا بہن نے رہا ہو کر بھائی کو رسول اللہ صلعم کے حسن خلق و نیک سلوک کی خبر دی اور کہا بھائی جان فرمانبردار بنجاؤ اگر وہ فی الواقعہ نبی ہے تو اجر پاؤ گے اور اگر وہ بادشاہ ہے تو پھر بھی تمہارے مرتبہ میں کچھ کمی نہ ہوگی اسپر وہ مدینہ آیا اور رسول اللہ صلعم سے ملا۔ آپکو بتایا میں حاتم کا بیٹا ہوں رسول اللہ اسے اپنے گھر لے گئے رستے میں حضور کو کسی بڑھیا نے بہت دیر ٹھہرائے رکھا، اور کچھ عرض معروض کرتی رہی عدی نے یہ نظارہ دیکھکر کہا واللہ یہ بادشاہ تو نہیں (اہل اللہ ہے) گھر آکر رسول اللہ نے عدی کو اسلام کی تبلیغ کی اور تین بار اسلم تسلم فرمایا۔ اسنے پہلے تو کہا کہ میں ایک دین پر قائم ہوں (نصرانی تھا) لیکن جب آپ نے فرمایا کہ میں تیرے دین کا تجھ سے زیادہ واقف ہوں اور نجات اسی میں ہے کہ اس افضل الادیان میں آجاؤ تو وہ اسلام لایا۔

۳۔ مدینہ اور دمشق کے درمیان ایک مقام ہے۔ تبوک وہاں رسول کریم صلعم کو فوج کشی کرنی پڑی اسکا نام غزوۂ تبوک غزوۂ عسرۃ ہے کیونکہ اسکی تیاری ان ایام میں کرنی پڑی جبکہ قحط تھا اور جو کچھ فصل تھے وہ پکے ہوئے یا پکنے کے قریب تھی۔ شدت گرما کا یہ حال تھا کہ ہر ایک طبیعت آرام و سکون کی طلبگار تھی اور یہ بڑا لمبا سفر تھا جسے اختیار کرنا جان جوکھوں کا کام تھا سواری کے لئے جانور ملتے ہی نہ تھے اور جو ملے ان میں سے بہت سے اونٹ صرف اسلئے ذبح کرنے پڑے کہ انکے خزانے میں جو پانی ہے وہ پینے کے کام آئے۔ غرض ہر قسم کی تنگی تھی۔ پانی کی اخراجات سفر کی۔ سواری کی

اس لشکر کشی کا سبب یہ تھا کہ سرحد پر بہت سی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنیکے لئے جمع ہو رہی تھی حضور نے مناسب جانا کہ ان حملہ آوروں کو وہیں روکا جائے اسلئے آپ نے مکہ، مدینہ اور قبائل عرب سے لشکر جمع کیا۔ اور اغنیاء کو تنگدستوں کے لئے سامان سفر مہیا کر دینے کا ارشاد کیا

حضرت عثمان بن عفانؓ نے دس ہزار دینار تین سو اونٹ مع ساز و سامان اور پچاس گھوڑے پیش کئے رسول اللہ صلعم نے آپ کے لئے دعائے خیر فرمائی

حضرت ابو بکرؓ اپنا تمام مال و اسباب لے آئے جو چار ہزار درہم کی مالیت کا تھا۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب آدھا مال لائے اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے دو سو اوقیے دیئے اور عباسؓ و طلحہؓ بھی بہت سا مال لائے اور عاصم بن عدی ۹۰ وسق (وسق۔صاع) کھجور مستورات نے بھی اس چندے میں حصہ لیا۔ اور جو زیور کسی سے بن آیا دیدیا۔ یامین بن عمر اور کچھ اور لوگ رسول اللہ کے حضور آئے ہمیں سواری دلائیے تو حضور نے فرمایا میرے پاس موجود نہیں تو وہ روتے ہوئے لوٹ گئے انہیں کی شان میں یہ آیت آئی ہے تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا ان لا یجد وا ماینفقون

پرجوش مخلصین کا تو یہ حال تھا۔ مگر چند منافقین ایسے بھی تھے جنھوں نے کہا کہ اس شدت کی گرمی میں جانا ہلاکت میں پڑنا ہے اسپر آیت نازل ہوئی نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ (دوزخ کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے)

چند اعرابی جن کی تعداد ۸۲ تک پہنچتی ہے ضعف یا قلت اسباب کا عذر لے کر آئے اور پیچھے رہجانیکا اذن چاہا حضور نے انکو اجازت دیدی چند منافق بغیر عذر کے رہ گئے انکا سردار عبد اللہ بن ابی تھا۔ چند مسلمان بھی رہ گئے لیکن انہیں کوئی شک وارتیاب نہ تھا۔ بلکہ محض سستی سے منافقوں کی ایک جماعت ایسی بھی تھی جنہیں رسول اللہ نے گھروں میں رہ جانیکا اذن دیدیا تھا مگر اسپر عتاب نازل ہوا عفا اللہ عنك لم اذنت لھم حتی یتبین لك الذین صدقوا وتعلم الکاذبین

اس سفر میں حضور نے جناب علی کو اپنے اہل کی محافظت کے لئے پیچھے چھوڑا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ میرے بعد تم اس پوزیشن میں رہو جس میں ہارون موسیٰ کے رہے تھے ہاں اتنا فرق ہے کہ ہارون

نبی تھے اور تم نبی نہیں

الغرض رسول اللہ صلعم تیس ہزار لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رستے میں رسول اللہ کی اونٹنی گم ہوگئی بعض منافقوں نے کہا نبوت کا دعوے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اونٹنی کہاں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تم نبوت کی حقیقت سے بے خبر ہو

میں وہی غیب جانتا ہوں جس پر خدا آگاہ کردے اس اونٹنی کا پتہ بھی مجھے اسنے دیدیا ہے وہ فلاں وادی میں ہے۔ اور اسکی مہار ایک درخت سے الجھ گئی ہے اسلئے وہاں رکی پڑی ہے جب تبوک پہنچے تو وہاں مخالفین کا وہ جتھا (جیسا کہ سنا تھا) نہ تھا

لوٹنے سے پہلے ایلہ کا والی یوحنا۔ اہل جرباء اذرح مینا (جو شام کے شہر ہیں) کیساتھ حاضر ہوا۔ اور جزیہ دینا قبول کیا۔ انکو امان نامہ لکھدیا جب تک کہ وہ اس عہد مصالحت پر قائم رہیں۔

پھر رسول اللہ صلعم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ آیا ہمیں اس تبوک سے آگے بڑھنا چاہیئے یا نہیں؟ حضرت عمر نے کہا کہ اگر آپ کو اللہ نے حکم کیا ہے تو بسم اللہ حضور نے فرمایا اگر میں آگے بڑھنے میں مامور ہوتا تو مشورہ کی ضرورت نہ تھی۔ ۲۰ روز قیام کے بعد آپ تبوک سے واپس لوٹے آپ نے راہ میں ایک مسجد بھی بنائی۔ مدینہ کے قریب پہنچکر حضور نے فرمایا۔ مدینہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تمہارے ساتھ سفر میں عذر کے سبب نہیں گئے مگر ثواب میں تمہارے شریک رہے

مدینہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس نے عرض کیا۔ کچھ مدحیہ اشعار عرض کروں فرمایا لا یفضض اللہ فاک۔ اس قصیدہ کے دو شعر یہ ہیں

وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورك الافق فنحن

فی ذلك الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق

جب تو پیدا ہوا تو زمین روشن ہوگئی اور تیرے نور سے زمین کے کنارے جگمگا اٹھے۔ اور ہم

اس روشنی نور میں ہدایت کی راہیں طے کر رہے ہیں

۴۔ ایک وفد ثقیف کا دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ اسلام لایا۔ اور اپنی قوم اہل طائف کو بھی دعوت اسلام دی۔ جو قبول ہوئی۔

ذیقعد کے مہینے میں رسول اکرم نے ابوبکر صدیقؓ کو حکم دیا۔ کہ وہ لوگوں کے ساتھ حج کریں اور یوم النحر کو یہ اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی ننگا طواف کرے وہ روانہ ہو چکے تھے کہ بعد میں آپ پر سورہ براۃ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں اسلئے آپ نے حضرت علی کو بھیجا کہ یہ آیات لوگوں کو حج اکبر کے دن سنا دیں اور فرمایا کہ ان کی تبلیغ کسی میرے قریبی ہی کو کرنی چاہیئے۔ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مشرک عہد شکن ثابت ہوئے ہیں اب انکے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں رہا ۴ ماہ کی مہلت دیجائے اس میں اپنی بہتری و بہبودی کے لئے جو کچھ مناسب سمجھیں کریں۔ اور جن مشرکوں نے مسلمانوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی انکے عہدوں کی مدت پوری کی جائے۔ اس سفر میں حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔

۵۔ عبداللہ بن ابی بن ابی سلول اس سال مر گیا اور مسلمان اسکی شرارتوں سے امن میں ہوئے۔ (۶) ام کلثوم بنت الرسول نے انتقال کیا

دسواں سال

۱۔ اس سال رسول اکرم صلعم نے تین سو سواروں کے ساتھ حضرت علیؓ کو اہل یمن کے قبیلہ بنی مذحج کی طرف بھیجا اور ایک جھنڈا تیار کر کے دیا اور دستار بندی فرمائی اور فرمایا کہ پہلے انہیں لا الہ الا اللہ منواؤ جب مان لیں تو پھر نماز کا حکم دو اور فی الحال ان سے اور کچھ مطالبہ نہ کرو اور ایک شخص بھی تمہارے ذریعہ سے ہدایت پا گیا۔ تو یہ تمہارے لئے ان تمام اشیاء سے زیادہ قیمتی ہے جن پر سورج چڑھتا ہے اور ان سے مقابلہ کرو جب تک وہ پیش دستی نہ کریں۔ اور جب دو شخص تیرے پاس کوئی مقدمہ لائیں تو جب تک دوسرے

کی بات بھی نہ سُن سے۔ ان میں فیصلہ نہ دے۔

پس حضرت علیؓ روانہ ہوئے جب انکے پاس پہنچے اور انکو اسلام کی طرف بُلایا۔ تو انہوں نے انکار کیا۔ اور لڑائی پر تل گئے اور اس آویزش میں انکے بیس آدمی کام آئے۔ اور وہ شکست یاب ہوئے حضرت علی نے اسوقت انکا تعاقب نہ کیا لیکن بعد میں پھر اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے قبول کرلی اور انکے رؤسا نے اس شرط پر بیعت کرلی کہ ہم زکوٰۃ دینگے لیکن انکی ریاست ہمارے ہی سپرد رہیگی

حضرت علیؓ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ واپس لوٹے اور مکہ میں حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلعم کو آملے

اسکے بعد حضور نے اہل یمن کی طرف اسلام کے مسایل سکھانیکے لئے دو معلم حضرت معاذ اور حضرت موسیٰ الاشعری بھیجے اور انکو ہدایت دی کہ نرمی اور آسانی اور سہولت سے کام لو تنگی نہ کرو اور انکو بشارت دو اور کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے انکو نفرت پیدا ہو۔ اور معاذؓ سے کہا کہ تمہارا سابقہ ایک قوم اہل کتاب سے پڑنے والا ہے پس جب ایسا ہو تو اول انہیں کا الٰہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ منواؤ جب یہ مان لیں تو پھر انکو خبر دو کہ اللہ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب یہ بھی مان لیں تو پھر انہیں زکوٰۃ کا حکم سناؤ جس سے یہ غرض ہے کہ تمہارے اغنیاء سے انکے مال کا کچھ حصہ لے کر تمہارے ہی فقراء کو دیاجائے خبردار انکے اعلیٰ اور عمدہ مالوں پر تصرف نہ کرنا اور مظلوم کی فریاد سے ڈرنا کیونکہ اسکے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں

حضرت معاذ تو وہیں یمن میں رہے یہانتک کہ رسول اللہ صلعم فوت ہوگئے اور ابو موسیٰ نے حجۃ الوداع میں نبی کریم کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا

۲۔ اس سال رسول اللہ صلعم نے وہ حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ آپ ہفتہ کے دن ۲۵۔ ذی القعدہ کو روانہ ہوئے اور ۸۔ ذوالحجہ کو منیٰ میں گئے۔ اور رات وہیں گزاری۔ اور

اور نویں کو عرفات میں گئے اور وہاں ایک جامع فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جس میں دین کے اصول و فروع کا ذکر تھا۔ اسی روز اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا نازل ہوئی جس کے بارے میں بروایت حضرت عمر بخاری میں ایک یہودی کا قول مندرج ہے۔ کہ اس نے کہا اے امیر المومنین ایک آیت تمہاری کتاب میں ایسی ہے کہ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس روز کو عید قرار دیتے اسکے بعد آپ مدینہ میں واپس تشریف لے گئے

۴۔ یہ وہ سال تھا کہ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا کا نظارہ پیش نظر تھا۔ دور دور سے لوگ آتے اور خوشدلی کے ساتھ اسلام قبول کرکے واپس لوٹ جاتے۔

۴۔ منجملہ دیگر وفود کے بنو حنیفہ کا وفد بھی آیا۔ ان میں مسیلمہ الکذاب بھی تھا۔ بخاری میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مسیلمہ الکذاب آیا اور یہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے خلیفہ بنائیں تو میں انکی بیعت کر لیتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم اسکی طرف بڑھے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھا۔ اور آگے مسیلمہ اپنے لوگوں میں بیٹھا تھا فرمایا۔ اگر تو یہ کھجور کی شاخ جو میرے ہاتھ میں ہے مجھ سے طلب کرے۔ تو یہ بھی تجھے میں نہ دوں کیونکہ میں تیری نسبت دیکھ چکا ہوں جو کچھ مینے دیکھا یعنے تیرا انجام اچھا نہیں ابن عباس رض کہتے ہیں حضور کے اس ارشاد کی تشریح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتائی کہ آپ نے دیکھا تھا میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ جو مجھے برے معلوم ہوتے ہیں پھر خواب میں مجھے وحی ہوئی کہ ان پر پھونک ماروں جب مینے پھونک ماری۔ تو وہ دونو اڑ گئے۔ اس سے مراد دو کذاب ہیں جو میرے بعد زور پکڑینگے ایک عنسی صنعاء کا طلحہ دوسرا مسیلمہ یمامہ کا

۵۔ اسی سال ابراہیم ابن الرسول فوت ہوا

۶۔ رسول اللہ کو ہجرت کئے دو ماہ دس دن کم دس سال ہو گئے

گیارہواں سال

آپ نے ایک لشکر ترتیب دیا۔ اور اسے اسامہ بن زید بن حارثہ کی سپہ سالاری میں موتہ کے قریب بھیجنے کا ارادہ ظاہر فرمایا جہاں اسامہ کا والد قتل کیا گیا تھا

اس لشکر میں بڑے بڑے مہاجرین و انصار مثل ابوبکرؓ عمر ابو عبیدہ و سعد کے شامل تھے اور اسامہؓ کی عمر قریباً سترہ سال تھی۔ لیکن یہ لشکر رسول اللہ صلعم کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا۔

جب حضور کا مرض بڑھ گیا۔ تو اپنی بیبیوں سے ایک ہی گھر میں ایام مرض گزارنے کی اجازت چاہی سب نے عائشہ رضہ کا گھر تجویز کیا۔ جب نماز کے لئے بھی باہر تشریف لانے سے معذور ہو گئے تو فرمایا۔ ابوبکر رضہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔ رسول اکرم علی رضہ اور فضل کے کندھوں پر ٹیک لگائے مسجد میں تشریف لائے عباس رضہ آگے آگے آرہے تھے اور حضور اپنے سر پر رومال باندھے ہوئے تھے آپ کے پاؤں ضعف کے سبب زمین پر جمتے نہ تھے۔ آپ ممبر کے نیچے کی سیڑھی پر بیٹھ گئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا

"لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے ڈرتے ہو۔ کیا کوئی نبی مجھ سے پہلے اپنی امت میں زندہ رہا ہے جو میری نسبت ہمیشہ زندہ رہنے کی امید رکھتے ہو۔ دیکھو میں اپنے رب کے پاس جانیوالا ہوں اور تم بھی آخر وہیں آنے والے ہو میں تمہیں مہاجرین اولین کے ساتھ نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں اور مہاجرین سے کہتا ہوں کہ وہ باہم تعلقات درست رکھیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر زمانہ گواہ ہے کہ انسان بجز ایمانداروں اور اعمال صالحہ کے گھاٹے میں ہے ایک دوسرے کو حق پہنچاتے رہو اور صبر پر قائم رہو اور رکھو۔

تمام امور اللہ کے قانون قدرت سے وابستہ ہیں۔ اور جو امر دیر میں ہونیوالا ہو۔ اسے جلدی نہ چاہو کیونکہ خدا تعالےٰ تمہارے ماتحت نہیں تمہاری جلد بازی سے وہ جلدی نہیں کریگا جو اللہ پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ خود مغلوب ہوتا ہے جو اللہ کو چھوڑتا ہے۔ اللہ اسے چھوڑ دیتا ہے دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم والی ہو تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور قرابتوں کو قطع کردو۔ انصار کے بارے میں حسن سلوک و مدارات کی تاکید کرتا ہوں۔ انکے تم پر بڑے احسان ہیں انہوں نے اسلام کو جگہ دی اور یہانتک ایثار سے کام لیا کہ اپنی پھلوں سے بھی تمہیں حصہ دیا۔ اور تمہارے مکانات کا بندوبست کیا۔ اور وہ خود بھوکے رہے اور تمہیں کھلایا۔ خود فقر و فاقہ سے گذارہ کیا اور تمہارے لئے سامان مہیا کئے

سنو! جو تم میں حاکم بنایا جائے وہ اس قوم کے نیکو کاروں کی عزت و تکریم کرے اور اسکے بداعمالوں کے بارے میں درگزر و عفو سے کام لے میں تمہارا میر سامان ہوں تم مجھ آخر ملنے والے میری تمہاری ملاقات کا وعدہ حوض پر ہے جو وہاں آنا چاہے اسے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ کو اپنی زبان کو سوائے مناسب باتوں کے روکے رکھے

وفات النبیؐ جب اتوار کا دن ہوا۔ تو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکلیف بڑھ گئی اور سوموار کے دن ۱۲ ربیع الاول کو اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے۔

آپ نے لوگوں کو ہلاکت کے گڑھے سے نکال کر بام مراد پر پہنچانے کے لئے کیا کیا دکھ اٹھائے اور کیا کیا کوششیں کیں۔ اور ان بھولے بھٹکوں کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے کسقدر مشکلات کے پہاڑ اٹھانے پڑے اور باطل کا سر کچلنے کیلئے کتنی جان کھپانی پڑی۔ یہ سب آپکے کارناموں میں درج ہے اور امت محمدیہ کا ایک ایک فرد اسکا زندہ گواہ موجود ہے۔ فسق و فجور کی زندگی چھڑا کر پاکباز انسان بنا دینا کوئی معمولی کام نہیں۔ افکار کو نورانی بنا دینا اور تمام عالم میں روحانیت کی روح پھونک دینا خاتم النبیین کے سوا اور کسی سے نہیں ہو سکتا

۲۔ وفات رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ابو بکر صدیقؓ بنی الحارث بن الخزرج کی منزل

سلخ میں تھے۔ ادھر جب عمر بن الخطابؓ نے سنا تو تلوار برہنہ کرکے لئے گھومتے تھے اور کہتے جاتے تھے جو کہیگا رسول اللہ صلعم فوت ہوگئے یا دکریگا۔ آخر حضرت موسیٰ بھی ۴۰ رات اپنی قوم سے غائب ہی رہے تھے اتنے میں حضرت ابوبکر آگئے اور اپنی دختر کے گھر میں داخل ہوئے رسول اللہ کے منہ سے کپڑا اٹھا کر بوسہ دیا اور روئے پھر باہر نکل کر خطبہ پڑھا۔

سنو! جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تو فوت ہوگئے ہاں جو اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ اسے بشارت ہو کہ اللہ زندہ ہے اسپر موت نہیں آتی پھر پڑھا انك میت وانهم میتون تو بھی (اے نبی) مرنے والا ہے۔ اور وہ بھی مرنے والے اور وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا وسیجزی الله الشاکرین۔ محمد صرف اللہ کے رسول ہیں اس سے پہلے تمام رسول فوت ہوچکے (پس وہ بھی فوت ہونگے) کیا اگر وہ فوت ہوگئے یا قتل کئے گئے تو تم مرتد ہوجاؤگے جو ایسا کریگا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہیں کرسکتا۔ اور اللہ شکرگزاروں کو اجر دیگا) حضرت عمر رض یہ سن کر کہنے لگے گویا یہ آیات مینے اس سے پہلے کبھی پڑھی نہیں

۳۔ سوموار کا باقی حصہ منگل کی رات منگل کا دن اور بدھ کی رات رسول اللہ صلعم کا جنازہ گھر میں رہا اور جب مسلمان ایک خلیفہ پر جمع ہوچکے پھر آپکو غسل دیا گیا اور تین کپڑوں کا کفن پہنایا گیا جس میں قمیص اور عمامہ نہیں تھا بلا کسی امام کے سب مسلمانوں نے جنازہ پڑھا مرد پھر عورتیں پھر بچے پھر عائیشہ صدیقہ ہی کے گھر میں لحد نکالی گئی اور وہیں آپ بدھ کی رات کو دفن کئے گئے قبر میں آپکو حضرت علیؓ عباسؓ اور انکے دونوں لڑکوں فضل وقثم نے اتارا اور انہیں لوگوں نے غسل وتکفین کا انصرام کیا کیونکہ گھر والے یہی تھے اور انہیں کا فرض تھا اور آپ کی قبر پر بلالؓ نے پانی چھڑکا۔ اور آپ کی قبر زمین سے ایک بالشت بلند تھی

۴۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے دو باتیں چھوڑیں ایک کتاب اللہ حسبن

میں ایسی صداقتیں ہیں کہ قیامت تک کوئی انہیں جھٹلا نہیں سکتا۔ دوم سنت جو تعامل و احادیث میں محفوظ ہے اور آپ کی شریعت کی توضیح کرتی اور اسے عملی صورت میں دکھاتی ہے

حضور نے ارادہ فرمایا تھا جیسا کہ بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ لاؤ میں تمہیں ایک تحریر لکھوادوں۔ تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ چونکہ آپ کو تکلیف بہت تھی اسلئے جانثارانِ بارگاہ نبوی نے عندنا کتاب اللہ حسبنا (کتاب اللہ ہمارے پاس ہے اور وہ کافی ہے) عرض کر کے حضور کو یقین دلادیا۔ کہ آپ کے منشاء مبارک کو ہم سمجھتے ہیں تکلیف فرمانے کی حاجت نہیں بعض لوگ آپ کا یہ مطلب نہ سمجھے انہوں نے اعتراض کیا۔ مگر مجلس برخاست کردیگئی

۵ حضور علیہ الصلوٰة والسلام نے ۶۳ سال کی عمر پائی۔ ۴۰ سال نبوت سے پہلے ۱۳ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں۔

آپ کی ولادت ہجرت وفات کا ایک ہی دن ہے سوموار ۱۲۔ ربیع الاول۔ اللہ تعالے ہمیں آپ کی کامل پیروی کی توفیق بخشے۔

۶۔ لوگوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ جناب رسالتماب کی کیسی طبیعت ہے آپ نے کہا الحمد للہ اچھے ہیں عباس بن عبد المطلبؓ نے ابوالحسن کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تین دن کے بعد وہ سانحہ پیش آنیوالا ہے جو تیری زندگی پر انقلاب لائیگا۔ سنو ابنی عبد المطلب کے چہرہ کی کیفیت جو عند الموت ہو جاتی ہے میں خوب پہچانتا ہوں اسلئے میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلعم اسی مرض میں فوت ہو جانیوالے ہیں آؤ ہم امرِ خلافت کے متعلق حضور سے دریافت کرلیں حضرت علی نے کہا میں نہیں پوچھتا اس مسئلہ کو خدا پر چھوڑ دو۔

وفات کے بعد صحابہؓ میں بہت بحث ہوئی انصار اپنا حق سمجھتے تھے۔ حضرت ابوبکر نے کہا ہم مہاجر ہیں سب سے پہلے اسلام لائے حسب کے رُو سے بھی ہم ہی اکرم ہیں ہم عرب کے مرکز میں رہنے والے بڑے بڑے خوبصورت وجاہت والے بہت اولاد والے اور رسول اللہ سے رشتہ داری میں قریب قرآن مجید میں بھی ہمارا ہی ذکر پہلے ہے۔ جیسا کہ فرمایا والسابقون

اَلْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار- اور تم اے انصار بیشک ہمارے دینی بھائی ہو اور فے میں ہمارے شریک اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہمارے مددگار تم نے ہمیں جگہ دی ہماری غمخواری کی جزاکم اللہ خیراً۔ پس امارت ہمارا حق وزارت تمہارا

یہ یاد رکھو۔ کہ عرب سواء قریش کے اس قبیلہ کے کسی کے تابع نہیں ہونگے پس تم اپنے مہاجر بھائیوں پر برتری نہ چاہو جیسا کہ امید تھی۔ اس تقریر کا کافی اثر ہوا حضرت عمر رض نے کہا آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ بڑھایا جائے پر آپ نے بیعت کی اور پھر دوسرے مسلمانوں نے

اولاد- آپ کے تین بیٹے تھے۔ قاسم (یہ وہ بیٹا ہے) جو نبوت سے پہلے پیدا ہوا۔ اور دو سال زندہ رہا) ابراہیم (۷۰ دن زندہ رہکر فوت ہوا) عبداللہ جس کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں)

اور چار لڑکیاں زینبؓ یہ سب سے بڑی لڑکی ہے جو اسلام لائی اور اسکا خاوند ابو العاص بھی اسلام لایا) رقیہؓ (آپ عثمان بن عفان کی بیوی تھیں) ام کلثومؓ (رقیہ کے وفات کے بعد آپ عثمان بن عفان کے نکاح میں آئیں) فاطمۃ البتولؓ (علی ابن طالب کی زوجہ محترمہ)

یہ تمام اولادیں خدیجہ بنت خویلد کے بطن سے تھیں ہاں ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور یہ سب نبوت سے پہلے پیدا ہوئے صرف فاطمہ الزہرا نبوت سے بعد ایک سال پیدا ہوئیں اور ابراہیم کی پیدائش ۸ ہجری کی ہے یہ سب آپ کی وفات سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ صرف فاطمۃ الزہرا چھ ماہ بعد فوت ہوئیں

آپ کی بیبیاں- متفق علیہ بات یہ ہے کہ تعداد میں گیارہ تھیں۔ چھ قریشین تھیں خدیجہؓ (بنت خویلد انکی زندگی میں حضور نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔ عائشہؓ بنت ابوبکر صدیق (تاریخ وفات ۵۸ھ بعہد معاویہ) حفصہؓ بنت عمر (وفات ۴۵ھ) ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان (وفات ۴۴ھ) ام سلمہؓ ہند بنت ابی امیہ (وفات ۵۹ھ) سودہؓ بنت زمعہ (وفات ۵۴ھ)

اور چار عربیات زینب بنت جحش بنی اسد بن خزیمہ سے (وفات سنہ ۲۰ھ بعہد عمرؓ) میمونہؓ بنت الحارث الہلالیہ (وفات سنہ ۵۱ء) ام المساکین زینبؓ بنت خزیمہ (وفات سنہ ۴ھ) جویریہ بنت الحارث بنی المصطلق سے (سنہ ۵۵ھ)

اور ایک بنی اسرائیل سے صفیہ بنت حیی بن اخطب۔ بنی النضیر سے (وفات سنہ ۵۰ء)

ان میں سے دو خدیجہ اور ام المساکین تو رسول اللہ کی حیات میں فوت ہوگئیں اور باقی نو بعد میں)

لونڈیاں حضور کی چار تھیں (۱) ماریہ القبطیہ۔ یہ والی اسکندریہ مقوقس نے ہدیۃً بھیجی تھی (وفات سنہ ۱۶ھ) (۲) ریحانہ القرظیہ (وفات سنہ ۱۰ء ہجری بحیات رسول اللہ) انکے سوا دو اور (۳) آپ کے چچوں میں سے دو اسلام لائے ایک حمزہؓ جو بعمر ۵۹ سال احد میں شہید ہوکر دوسرے عباسؓ جو ۸۸ سال کی عمر میں بخلافت عثمان فوت ہوئے (۴) پھوپھیوں میں سے صفیہ (زبیر بن العوام کی ماں) اسلام لائیں (۴) آپ کی رضاعی ماں حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہ تھیں اور ثویبہ (ابولہب کی جاریہ نے بھی آپ کو دودھ پلایا تھا) (۵) آپ کے گھوڑوں میں سے مشہور نام یہ ہیں۔ لزاز۔ مرتجز۔ ظرب۔ یعسوب۔ یعبوب خچر کا نام دلدل حمار کا نام یعفور اونٹنی کا قصواء ۲۰ اونٹنیاں ۱۰۰ بکریاں سات دنبے تھے انگوٹھی چاندی کی تھی اس پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ نقش تھا مشہور زرہ کا نام ذات الفضول مشہور تلوار ذوالفقار مشہور خادم انس بن مالک۔

”شمائل“

حضور کے چہرے سے ہیبت و وقار ٹپکتا تھا۔ اور نہایت خوبصورت شگفتہ رنگ تھے دہن مبارک بھی نہایت موزون اور خوش آئیند تھا۔ آپ اس سے نہایت فصیح

اور شیریں کلام فرمایا کرتے تھے اور باوجود روانی کے ہر کلمہ علیحدہ علیحدہ (یہانتک کہ گننے والا گن بھی سکے) بولتے تھے بلکہ دہرا بھی دیتے تھے۔ اور قبائل عرب سے انکی بولی میں گفتگو فرماتے تھے آپ کا سر بہت بڑا تھا پیشانی نرم اور روشن اور کشادہ تھی اور اونچی ناک رخسارے ابھرے ہوئے نہ تھے ریش مبارک گھنی کھلا سینہ اور بھرے ہوئے اعضاء درمیانہ قد۔ مائل بطوالت بال گھنگریالے نہیں تھے مگر سیدھے بھی نہ تھے کانوں کی لو تک رکھتے اور بغیر حج یا عمرہ کے کبھی آپنے سر منڈایا نہیں۔ آپ اپنے بالوں میں مانگ نکالتے تھے۔ مگر اس سے مراد اہتمام سے (کنگھی پٹی نہیں) کبھی یوں ہی چھوڑ دیتے یا پیچھے الٹا دیتے آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال سفید تھے

آواز نہایت رسیلی خوش آیند اور بلعد دور تک پہنچنے والی تھی آپ قہقہہ نہیں فرماتے زیادہ سے زیادہ ہنسی یہ تھی کہ باچھیں کھلجائیں اور اکثر تبسّم فرماتے

آپ چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے گویا اوپر سے نیچے کی طرف ڈھل رہے ہیں اور آپ اپنا پاؤں جما کر چلتے۔

جب آپ کسی کی طرف التفات فرماتے تو تمام بدن کے ساتھ مڑکر آپ کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی آپنے کبھی جمائی اور ڈکار نہیں لیا۔

۲۔ آپ کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے ذات برکات انسانی کمالات کی جامع اور آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری کی مصداق تھی۔ فقراء کے محب اور لوگوں پر نہایت مہربان تھے۔ یہی جی چاہتا تھا کہ آپ کی خدمت میں بیٹھے رہیں تکلف آپ میں بالکل نہ تھا۔ مجلس میں جب تشریف لاتے بس جہاں جگہ دیکھتے بیٹھ جاتے آپ اپنی تعظیم کے لیئے اصحاب کا اٹھنا پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ اپنے ذاتی بات کے لئے کسی پر ناراض نہ ہوتے تھے۔ بلکہ عفو اور درگذر سے کام لیتے مگر جب حرمات اللہ کی ہتک کیجائے تو پھر آپ غضب میں آجاتے حضرت عائشہ صدیقہ کی گواہی ہے کہ آپ نے کسی خادم اور بی بی کو کبھی نہیں مارا۔ اور

جہاد فی سبیل اللہ کے سوا کسی پر آپ کا ہاتھ نہیں اٹھا انس بن مالک خاص غلام کہتا ہے کہ حضور درشت زبان نہ تھے نہ کبھی کوئی فحش کلمہ زبان پر لائے اور نہ لعنت بھیجتے زیادہ سے زیادہ ترب جبینہ کہدیتے

اللہ کی خشیت آپ کے رونگٹے رونگٹے میں تھی اور باوجود علو منصب و رفعت رتبہ اور بشارت عصمت کے آپ اللہ کی بے نیازی سے ڈرتے تھے آپ بڑے شجاع بڑے قوی بڑے سخی اور بڑے کریم تھے غرض آپکی خلاق حمیدہ صفات ستودہ میں سے کس کس کا بیان ہو (لباب الخیار)

"معجزات"

عرب والوں کی اس حالت پر نظر ڈالو جو بعثت سے پہلے تھی اور پھر وہ حالت دیکھو جو حضور کی وفات کے وقت تھی یہ کامیابی یہ کایا پلٹ دینا اسکی نظیر تمام عالم کی تاریخ میں نہیں ملتی پھر قرآن مجید جو آپ پر نازل ہوا۔ وہ قیامت تک ایک زندہ اعجاز ہے فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ کا دعوی اور اسکے ساتھ ہی وَلَنْ تَفْعَلُوْا کا اعلان تمام مذاہب عالم پر حجت قائم کر رہا ہے اور پھر اسکی تعلیم پر چل کر ترقیاتِ جسمانی و روحانی پر پہنچنے والے انسان ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں۔ جو ان کمالات کے وارث ہوتے ہیں جو حضور کو اللہ تعالے نے عطا فرمائے اور وہ زمانہ کے حال کے مطابق معجزات سے اسلام کا غلبہ دوسرے مذاہب عالم پر کرتے ہیں

اسکے علاوہ ہزاروں پیشگوئیاں ہیں جو اب تک پوری ہو رہی ہیں اور سینکڑوں معجزات ہیں جنکا ذکر معتبر و مستند احادیث میں موجود ہے مثلاً انشقاق قمر تھوڑی خوراک سے بہت سے لوگوں کا سیر ہو جانا۔ انگلیوں میں سے پانی بہنا اور امت کا سیراب ہونا

زمزمی

"مکہ معظمہ جاتے ہوئے یہ نظم صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے لکھی"

دوڑے جاتے ہیں بامید تمنا سوئے باب
شاید آجائے نظر روئے دل آرا بے نقاب

غافلو! کیوں ہو رہے ہو عاشق چنگ و رباب
آسمان پر کھل رہے ہیں آج سب عجائب کے باب

مست ہو کیوں اسقدر اغیار کے اقوال پر
اس شہِ خوباں کی تم کیوں چھوڑ بیٹھے ہو کتاب

کیا ہوا کیوں عقل پر ان سب کی پتھر پڑ گئے
چھوڑ کر دیں عاشق دنیا ہوئے ہیں شیخ و شاب

اپنے پیچھے چھوڑے جاتے ہیں اک حصن حصین
بھاگے جاتے ہیں احمق کیوں بھلا سوئے حباب

امر بالمعروف کا بیڑا اٹھاتے ہیں جو لوگ
انکو دینا چاہتے ہیں ہر طرح کا یہ عذاب

پر جو مولا کی رضا کیواسطے کرتے ہیں کام
اور ہی ہوتی ہے انکی عزّ و شان و آب و تاب

وہ شجر ہیں سنگ باری انکو بھی جو دیتے ہیں پھل
ساری دنیا سے نرالا انکا ہوتا ہے جواب

لوگ انکے لاکھ دشمن ہوں وہ سب کے دوست ہیں
اک کے بدلہ میں ہیں وہ پھینکتے مشک و گلاب

یا الٰہی آپ ہی اب میری نصرت کیجیئے
کام لاکھوں ہیں مگر ہے زندگی مثل حباب

کیا بتاؤں کسقدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا
سب جہاں سے تیز تر ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب

میں ہوں خالی ہاتھ مجھکو یونہی جانے دیجیئے
شاہ ہو کر آپ کیا لینگے فقیروں سے حساب

تشنگی بڑھتی گئی جتنا کیا دنیا سے پیار
پانی سمجھے تھے جسے وہ تھی حقیقت میں سراب

میری خواہش ہے کہ دیکھوں اس مقام پاک کو
جس جگہ نازل ہوئی مولا تری اُمّ الکتاب

ابن ابراہیم آئے تھے جہاں با تشنہ لب
کر دیا خشکی کو تو نے انکی خاطر آب آب

میرے والد کو بھی ابراہیم ہے تو نے کہا
جسکو جو چاہے بنائے تیری ہی عالیجناب

ابن ابراہیم بھی ہوں اور تشنہ لب بھی ہوں
اسلیئے جاتا ہوں میں مکہ کو با امید آب

اک رخ روشن بسا رہتا ہے آنکھوں کے تلے
ہیں نظر آتے مجھے تاریک ماہ و آفتاب

اسقدر بھی بے رخی اچھی نہیں عشاق سے
ہاں کبھی تو اپنا چہرہ کیجیئے گا بے نقاب

فہرست کتب

نام کتاب	قیمت	کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
اربعین	۴ر	تفسیر ترجمۃ القرآن پ ۲۴	۸ر	ظہور المسیح	۶ر
حضرت اقدس ع کی پرانی	۲ر	" پ ۲۵	۸ر	نغمۃ الحمل	۲ر
تحریریں		" پ ۲۶	۸ر	ادعیۃ الاحادیث	۱ر
الاسماء الحسنیٰ	۵ر	" پ ۲۷	عہ	البرق	۲ر
مکتوبات احمدیہ	۸ر	" پ ۲۸	عہ	رسالہ گوشت خوری	۲ر
الموعظۃ الحسنۃ	۲ر	" پ ۲۹	عہ	اسلام کی پہلی کتاب	۲ر
سلک مروارید	۴ر	النصح	۱ر عالیٰ	ضرورت زمانہ	۸ر
مجربات نور دین حصہ اول	۱۰ر	ردِ چکڑالوی	۲ر عالیٰ	معیار حق	۲ر
" دوم	۱۰ر	عمدۃ الاحکام	عہ	تاریخ انگلستان	عہ
" سوم	۵ر عالیٰ	طبیب روحانی	۴ر	ہدایات دربارہ معاملات	۱ر
تحفہ سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء	۸ر	نجات	۱۰ر	ارمیاہ نبی کی پیشگوئی	۱۰ر
حقیقت نماز	۸ر	صادقوں کی روشنی	۴ر	خیر اسلام	۵ر
اسلام کا گُر	۲ر	حق کا پرچار	۴ر	نور دل	۱۰ر
بائبل کا پرچار	۱ر	فائل تشحید ۱۹۰۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ء		یسرنا القرآن	۱ر

رجسٹرڈ اپیل نمبر ۵۶۴

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کی دوائیں مفید اثر ۲۸ برس سے ہندوستان میں جاری ہے آزمائش کیجئے

دانت درد کی دوا

لگاتے ہی درد مٹاتی ہے. روتے کو ہنساتی ہے کیسا ہی درد کیوں نہ ہو اسکے لگاتے ہی درد دور ہوتی ہے قیمت ۸ر شیشی خرچ ۸ر شیشی تک ۵ر

سیفٹی لائین

خون بند کرنیکی اکسیر دوا خونی بواسیر کے لئے نہایت مفید ہے ناک مسوڑے اور خون جہاں سے گرتا ہو اسکو فوراً بند کرتی ہے قیمت ۸ر شیشی خرچ ۸ر

دمہ کی دوا

دم چاہے جسقدر زور سے پھولتا ہو اس دوا کی دو ایک خوراک کے استعمال سے دب جاتا ہے. ابتدائے عارضہ سے اگر یہ دوا استعمال کرائی جاوے تو دمہ ایک دم چلا جاتا ہے پرانے دمہ کے مریض یا جنکا دمہ دم کشی ہو گیا ہے وہ بھی اس دوا سے صحت پاتے ہیں قیمت عہ شیشی خرچ ۳ شیشی تک ۵ر

ای وڈ ایڈ سالسہ پریلا خون صاف کرنیکی اکسیر دوا

اس سالسہ کو صاف کرکے اس میں پوٹاس ای اوڈ ایڈ وغیرہ کئی ایک آزمائی ہوئی دوا ملاکر یہ سالسہ بنا ہے اسلئے عام سالسوں سے زیادہ مفید اثر ہے. گرمی آتشک اور کسی سبب سے خون بگڑ گیا ہو. تو اسکا استعمال جلد کرنا چاہیئے

قیمت ۴۲ خوراک کی شیشی عار خرچ چھ آنہ

پین ہیلز

درد دور کرنیوالی دوا

اندرونی درد پیچش پیٹ مروڑ اور بیرونی درد موچ اور چوٹ گنٹھیا کے سبب جوڑوں میں درد ہو اسکے استعمال سے فوراً دور ہوتی ہے قیمت ۱۲ شیشی خرچ ۵ر

کان بہنے کی دوا

کان کے اندر سے ریم آتا ہو پرانا ہو یا نیا ہو تین مراتب کے استعمال سے بہنا بند ہوتا ہے قیمت ۸ر پچکاری کان صاف کرنیکی ۸ر خرچ ہر دو چیز کا ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ